Rs:30

بیان

طلاق

اختیار

اقسام

ضرورت

بلا وجہ مطالبہ

شرعی حیثیت

ارکان

مفتی محمد رضا المصطفیٰ ظریف القادری

مکتبہ قادریہ
میلاد مصطفیٰ چوک
سرکلر روڈ
گوجرانوالہ

بیان طلاق

مفتی محمد رضا المصطفیٰ ظریف القادری

مکتبہ قادریہ میلاد مصطفیٰ چوک سرکلر روڈ گوجرانوالہ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ______ بیانِ طلاق

مصنف ______ محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری

نظر ثانی ______ مولانا محمد فاروق القادری

کمپوزنگ ______ قادری کمپوزنگ سنٹر

پروف ریڈنگ ______ مولانا محمد طارق رضا قادری ایم۔اے

______ مولانا احمد علی رضوی بھٹوی

معاونت ______ مولانا محمد بلال اجمل قادری

تعداد ______ ایک ہزار

طباعت ______ باراول

تاریخ ______ ۲ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

ھدیہ ______

ناشر

مکتبہ قادریہ نزد میلادِ مصطفےٰ چوک سرکلر روڈ گوجرانوالہ

فون نمبر: 237699 فیکس: 237699 موبائل: 0300-6480336

انتساب

بندہ ناچیز مسئلہ طلاق سے متعلق اپنی اس حقیری کوشش کو بحر العلوم شارح بخاری شیخ الحدیث مولانا علامہ غلام رسول صاحب رضوی فیصل آبادی نوّر اللّٰہ مرقدہٗ کے اسمِ گرامی سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے جن سے ناچیز نے ان کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں بھی اکتسابِ فیضِ علم کیا اور وصال شریف کے بعد بھی۔

؏ خدا رحمت کند ایں بندگان پاک طینت را۔

ابوالخطاب محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری

☆ خلیفہ مجاز شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

☆ ونبیرۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ سبحانی میاں زید مجدہٗ

☆ مدرس ومفتی مرکزی دار العلوم حنفیہ رضویہ سراج العلوم ۱۹۔اسلام آباد۔گوجرانوالہ

☆ خطیب مرکزی جامع مسجد القائم ومہتمم جامعہ قادریہ گوجرانوالہ۔

☆ ڈائریکٹر پاک سنی اکیڈمی گوجرانوالہ

یکم رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

ہدیۂ تبریک

ہم نامور مدرس، شعلہ نوا خطیب، مترجم ومفسر قرآن، مصنفِ کتب کثیرہ، معتمد مفتی اہلسنت، چلتے پھرتے بیٹھتے اُٹھتے مصروف تعلیم وتبلیغ، متعدد تعلیمی اداروں میں سے کہنہ مشق اساتذہ سے فیض یافتہ، نامور علماء، وکلا، پروفیسر اور ڈاکٹر حضرات کے استاذ، بلند ہمت، راسخ العقیدہ، ترجمانِ مسلکِ امام ربانی محدث بریلوی، دو مدارس میں تدریسی خدمات پر مامور، سال بھر میں متعدد مقامات پر دورہ تفسیرِ قرآن میں فیضِ علم وحکمت کے موتی لٹانے والے، مساجد ومدارس سے متعلق خدمات پر رضا کارانہ مامور جامعہ قادریہ اور مکتبہ قادریہ سمیت کئی اداروں کے سربراہ، درویش صفت، مزدور نما، ایک تحریک، ایک انجمن، ایک ادارہ، مرکزی امیر ادارہ تعلیماتِ اسلامیہ خلیفہ ومجاز شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند ونبیرۂ اعلیٰ حضرت حضرت سبحانی میاں، فقیہ العصر شیخ طریقت الحاج مفتی محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری زید مجدہٗ کو ان کی بھرپور خدمات دینیہ پر ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔

منجانب

اراکین ادارہ تعلیماتِ اسلامیہ

معرفت مکتبہ قادریہ۔ نزد چوک

میلاد مصطفیٰ سرکلر روڈ۔ گوجرانوالہ

فون ۲۳۷۶۹۹

پہلے مجھے پڑھیے

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تمام حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔

(۲) ابوداؤد نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا نکاح کرو اور طلاق نہ دو کیونکہ طلاق سے اللہ تعالیٰ کا عرش ہل جاتا ہے۔

(۳) طلاق دینے سے حتی الامکان احتیاط کریں اس لیے کہ اس سے بے شمار جرائم جنم لیتے اور کئی آفتیں نازل ہوتی ہیں۔

(۴) طلاق سے بچنے کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو علماء اہلسنت سے رابطہ قائم کرکے اس سلسلہ میں ہدایت وراہنمائی حاصل کریں اور طلاق صرف ایک لکھیں اور زبانی کہنے کی صورت میں بھی صرف ایک طلاق بولیں تاکہ رجوع ومصالحت کی گنجائش باقی رہے

(۵) علوم دینیہ اور احکامِ شرعیہ سے ناواقف وکلاء اور اشٹام نویس طلاق جیسے حساس ونازک مسئلہ میں محض دنیوی لالچ کے لیے ہرگز ہرگز اُلجھنے کی کوشش نہ کریں اور اگر طلاق دہندہ مجبور کرے اور سمجھانے کی ہر کوشش ناکام ٹھہرے تو ایک پرت پر صرف صریح لفظ میں ایک طلاق لکھیں اور اس لفظ طلاق کے علاوہ حرام فارغ ماں بہن یا ماں بہن جیسی ہے الفاظ ہرگز نہ لکھیں اور نہ ہی طلاق نامہ کی پیشانی پر ''طلاق ثلثہ'' الفاظ کے ساتھ عنوان قائم کریں۔

(۶) خدانخواستہ طلاق ہو جانے کی صورت میں یہ مسئلہ علماء اہلسنت کی خدمت میں پیش کر کے کوئی حل تلاش کریں غیر عالم شخص ایسے نازک وپیچیدہ مسائل حل کرنے

کا اہل نہیں اور غیر سُنّی عالم سے خطرہ ہے کہ وہ کہیں تمہیں حرام و بدکاری میں مبتلا نہ کر دے

(۷) ایک لفظ یا متعدد الفاظ کے ساتھ دی گئی تین طلاق تین ہی ہوں گی انہیں ایک تصور کرنا عقل و نقل اور اسلامی حکم کے خلاف اقدام ہے۔

(۸) تین طلاق کے بعد چونکہ شرعاً صلح و رجوع کی گنجائش باقی نہیں رہتی لھذا کسی نام نہاد مولوی کے فتوی یا چوہدری و پنچائیت کے دباؤ پر طلاق یافتہ عورت کے ساتھ دوبارہ زندگی گذار کر اپنی آخرت برباد نہ کریں۔

(۹) طلاق لکھتے یا لکھواتے وقت ہرگز بیوی پر غیر اخلاقی اور غیر شرعی الزامات عائد نہ کریں مثلاً بڑی بے غیرت، منہ زور بداخلاق، بدکردار وغیرہ ہے، کیونکہ ایسی باتیں شوہر کے ذاتی وقار کے منافی ہونے کے ساتھ ساتھ مضحکہ خیز اور باعثِ غضب جبار میں کسی موقعہ پر باہمی نزاع کی صورت میں غصہ آنے پر ہوش و حواس کو کنٹرول میں رکھیں وضو کریں اگر اس سے غصہ ختم نہ ہو تو بیٹھ جائیں پھر بھی نہ جائے تو لیٹ جائیں

(۱۰) بیوی پر غصہ ڈھانے سے پہلے اپنے جسمانی امور اور اخلاق و کردار کا جائزہ لیتے ہوئے اپنا محاسبہ کریں آخر آپ بھی اس خاتون کی طرح کے ایک انسان ہیں فرشتے نہیں۔ اگر تو اپنی بیٹی، بہن وغیرہ کے بارے یہ پسند نہیں کرتا کہ مطلقہ قرار پا کر معاشرہ میں تیری ذات اور خاندان کے لیے باعثِ ذلت و عار ہو آخر طلاق دی جانے والی بھی کسی کی بیٹی اور کسی کی بہن ہے اس کی اور اُس کے خاندان کی عزت کا خیال رکھنا بھی تیرے لیے شرعی و انسانی تقاضا ہے۔

تقریظ

مجاہدِ ملت نباضِ قوم علامہ الحاج مفتی ابو داؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی

امیر جماعت رضائے مصطفےٰ پاکستان و خطیب مرکزی جامع مسجد زینت المساجد گوجرانوالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

مولیٰ تعالیٰ بوسیلہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے فتنہ و شر سے محفوظ رکھے۔ دورِ حاضر میں طلاق کا مسئلہ بھی مسلمانوں میں بڑے فتنہ و خطرات کا باعث بن گیا ہے ایک طرف بے عملی کی نحوست کے باعث طلاقوں کی بھرمار اور دوسرا نوجوانوں کی جہالت و غیر ذمہ داری کے باعث یک بار تین طلاقوں کی کثرت۔ اور اشٹام نویسوں کی نادانی و جلد بازی کے باعث طلاق ثلاثہ لکھنے کی وبا۔ جس کے باعث آناً فاناً گھر اجڑتے ہیں۔ بچوں بچیوں کا مستقبل تباہ ہوتا ہے۔ اور خاندان و برادری میں عداوت و فساد شروع ہو جاتا ہے۔

؎ دعا ہے کہ الٰہی قوم کو چشم بصیرت دے

الٰہی رحم کر ان پر انہیں نورِ ہدایت دے (آمین)

موجودہ مذکورصورتِ حال میں مترجم لفظی ترجمۂ قرآن علامہ مفتی محمد رضاء المصطفےٰ ظریف القادری سلمہٗ کی طلاق اور اس کے احکام ومسائل کے متعلق زیرِ نظر کتاب وقت کی اہم ضرورت اور بڑی نیکی وخدمت ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ان کی عمرو صحت میں برکت فرمائے۔ ان کی دینی خدمات کو قبول فرمائے۔ اوران کی اس تازہ تالیف کو نافع اور مقبولِ خواص وعوام بنائے۔ آمین ثم آمین۔

ابوداؤد محمد صادق رضوی

۶-۶-۱۴۲۵ھ

مسئلۂ طلاق

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

طلاق کا لغوی معنیٰ:-

طلاق کے لغت میں معنیٰ جدائی، رخصت کرنا، چھوڑ دینا، قید (بندش) کو کھول دینے کے ہیں۔ خواہ یہ بندش محسوس ہو جیسے گھوڑے کی بندش یا غیر محسوس ہو جیسے نکاح کی بندش۔ چنانچہ عربی لغت میں کہا جاتا ہے طَلَقَ النَّاقَۃُ طَلَاقًا یعنی اونٹنی کو چھوڑ دیا گیا جبکہ اسکی بندش کو کھول دیا جائے اوراُسے چھوڑ دیا جائے۔ اسی طرح جب عورت سے علیحدگی ہو جائے تو کہتے ہیں ''اَطْلَقَھَا اِطْلَاقًا'' اور ''طَلَقَتِ الْمَرْاَۃُ'' یعنی عورت کو چھوڑ دیا گیا لفظ طلاق بابِ نَصَرَ یا کَرُمَ سے اپنے فعل کا مصدر ہے اور لفظِ ''فساد'' کا ہم وزن ہے یا یہ باب تَفْعِیْل کا مصدر ہے جیسے سلام بمعنی تسلیم طلاق بمعنی تَطْلِیْق چنانچہ کہا جاتا ہے۔

طَلَّقَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَہٗ طَلَاقًا، یعنی آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور طلاق حاصل مصدر بھی ہے۔

لفظِ طلاق کی حیثیات:

۱۔ فعلِ معروف کا مصدر ۲۔ فعلِ مجہول کا مصدر ۳۔ اسمِ مصدر

فرق:- طلاق مصدر معروف مرد کا کام اور مصدر مجہول عورت کی صفت یعنی طلاق

دینا مرد کا کام ہے اور طلاق پانا عورت کا حال مگر طلاق بمعنی حاصل مصدر یہ عورت ہی کی صفت ہے۔ (تفسیر کشاف صفحہ: ۲۷۳ جلد ۱، ابو سعود صفحہ: ۲۲۶ جلد ۱ مفردات راغب صفحہ: ۳۰۶، کتاب التعریفات للجرجانی صفحہ: ۶۱، تاج العروس صفحہ: ۲۲۵ جلد ۶ کتاب الفقہ صفحہ: ۵۱۳ جلد ۴، المنجد صفحہ: ۶۱۲)

طلاق اور اطلاق میں فرق:

علماء نے عورت کیلئے طلاق اور عورت کے علاوہ چیز کیلئے ''اطلاق'' کا لفظ مقرر کیا ہے لھذا اگر کسی نے بیوی کو کہا ''اَنْتِ مُطْلَقَة'' تو یہ لفظ طلاق سے کنایہ ہوگا صریح الفاظ میں داخل نہیں ہوگا اور فقہ کی اصطلاح میں مطلق اس حکم کو کہا جاتا ہے جس سے کوئی جزئی مخصوص نہ کی گئی ہو جیسے ''اَطْلَقَ يَدَهُ بِخَيْرٍ'' اُس نے بھلائی کیلئے اپنا ہاتھ کھولدیا۔ (مفردات راغب صفحہ: ۳۰۶، المنجد صفحہ: ۶۱۲)

طلاق کا اصطلاحی معنیٰ:

الفاظ مخصوصہ کے ساتھ فی الفور یا ازروئے انجام نکاح کی قید کو اٹھا دینا طلاق ہے۔ الفاظ مخصوصہ سے مراد وہ الفاظ ہیں جو مادۂ طلاق پر صراحۃً یا کنایۃً مشتمل ہوں، اس میں خلع بھی شامل ہے اور نامردی اور لعان کی وجہ سے نکاح کی قید ازروئے انجام اٹھ جاتی ہے۔ (البحر الرائق صفحہ: ۲۳۵ جلد ۳)

زمانۂ جاہلیت کا ایک طریقۂ طلاق:

طلاق کے باب میں زمانۂ جاہلیت کے بعض عربوں کا یہ بھی دستور تھا کہ جسطرح خاوند اپنی بیویوں کو طلاق دینے کا اختیار رکھتے تھے اسی طرح بیویاں بھی اپنے شوہروں کو طلاق دینے کی مجاز تھیں۔ بیویوں کے اپنے خاوندوں کو طلاق دینے کا

طریق یہ تھا کہ جب کوئی عورت اپنے شوہر سے ناراض ہو کر اسے طلاق دینا چاہتی تو جس خیمہ میں وہ رہتی اُسکے دروازہ کا رُخ بدل دیتی۔ یعنی اگر خیمہ کا دروازہ مشرق کی طرف ہوتا تو اُسے مغرب کی طرف اور اگر مغرب کیطرف ہوتا تو مشرق کی طرف پھیر دیتی۔ اسی طرح اگر خیمہ کا رُخ جنوب کی طرف ہوتا تو اُسے شمال کی طرف اور اگر شمال کی طرف ہوتا تو جنوب کی طرف بدل دیتی اسکے ایسا کرنے سے خاوند پر طلاق پڑ جاتی اور جب وہ خیمہ کا رُخ بدلا ہوا دیکھتا تو سمجھ جاتا کہ اسکی بیوی نے اسے طلاق دیدی ہے۔ پھر اس کے پاس نہ جاتا اور دونوں میاں بیوی ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے۔

(مافی الاسلام صفحہ: ۳۶۷ جلد ۲)

طلاق کے ارکان:

طلاق کے ارکان جنہیں ''اجزائے لازمی'' سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے

پہلا رکن: ان میں سے ایک خاوند ہے لھذا اجنبی شخص جو عقدِ نکاح کا مالک نہیں ہے اُسکے طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی جَلّ وعلا ہے ''وَبِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ'' نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں ہے۔ اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَانَذْرَ لِابْنِ آدَمَ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَلَا عِتْقَ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَلَا طَلَاقَ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ۔ ابوداؤد، ترمذی۔ یعنی ابن آدم اُس شئے کی منت نہیں مان سکتا جس کا وہ مالک نہ ہو اور ایسے شخص کو آزاد نہیں کر سکتا جس کا مالک نہ ہو اور ایسی عورت کو طلاق نہیں دے سکتا جس کا وہ مالک نہ ہو۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن وصحیح بتایا ہے۔ (ابوداؤد صفحہ: ۲۹۸ جلد ۱، ترمذی صفحہ: ۲۲۳ جلد ۱)

دوسرا رکن: دوسرا رکن بیوی ہے لھذا اجنبی عورت کو طلاق نہیں دی جاسکتی۔

تیسرا رکن:

صیغۂ طلاق (طلاق کے الفاظ) ہیں اس سے مراد وہ عبارت ہے جو عقدِ نکاح کو توڑنے پر دلالت کرتی ہو خواہ وہ عبارت صراحۃً یا کنایۃً ادا کی گئی ہو۔

شرائطِ طلاق:

طلاق کے لیے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو۔ نابالغ یا مجنون نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ اُسکی طرف سے اسکا ولی مگر نشہ والے نے طلاق دی تو واقع ہو جائیگی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے۔

طلاق کی شرعی حیثیت:

شریعت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں طلاق دینا جائز ہے مگر بلا شرعی وجہ کے ہو تو مباح بلکہ بعض صورتوں میں مستحب مثلاً عورت شوہر یا اور حضرات کو تکلیف پہنچاتی ہو یا نماز نہ پڑھتی ہو تو عورت کو طلاق دینا مستحب ہے چنانچہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے نماز عورت کو طلاق دیدوں اور اسکا مہر میرے ذمہ باقی ہو اس حالت میں دربار خدا میں میری پیشی ہو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اسکے ساتھ زندگی بسر کروں۔ اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے مثلاً شوہر نامرد یا ہجڑا ہے یا اُس پر کسی نے جادو وغیرہ کر دیا ہے کہ جماع کرنے پر قادر نہیں اور اسکے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اب اگر طلاق نہیں دیتا تو سخت تکلیف پہنچاتا ہے۔

(ردالمحتار صفحہ: ۴۵۱ جلد ۲) وغیرہ۔

جناب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

(ابوداؤد صفحہ: ۲۹۶ جلد ۱، ابن ماجہ صفحہ: ۱۴۶)

بلا وجہ مطالبۂ طلاق:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت بغیر کسی حرج کے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اُس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

(دارمی شریف صفحہ: ۱۵ جلد ۲)

ضرورتِ طلاق:

نکاح کا معاملہ شریعت کی نگاہ میں ایک نہایت سنجیدہ اور لائق قدر معاملہ ہے اور یہ اسلئے کیا جاتا ہے کہ اسے باقی رکھا جائے یہاں تک کہ موت اسے ختم کردے اور چونکہ یہی معاملہ اشرف المخلوقات کے جائز طریقہ سے توالد و تناسل کا ایک خوبصورت ذریعہ ہے اسلئے اسلام نے اس پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی راہنمائی اور نزاع و اختلاف کی صورت میں اصلاح کی ہدایت فرمائی ہے۔ اور زوجین کے نبھا کی ناممکنہ صورت میں جس سے معاشرہ اور خاندان فساد و نزاع کا شکار ہو جائے اور حدود اللہ کا قیام مشکل ہو جائے اور نکاح کے مقاصد فوت ہو جائیں تو طلاق کے ذریعے اس عقد کو ختم کرنے کی اجازت فرمائی ہے

اقسام طلاق

(۱) احسن (۲) حسن (۳) بدعی

طلاقِ احسن:

جن ایام میں عورت ماہواری سے پاک ہو اور ان ایام میں بیوی سے مقاربت بھی نہ کی ہو، ان ایام میں صرف ایک طلاق دی جائے اسمیں دورانِ عدت مرد کو رجوع کا حق رہتا ہے اور عدت گزرنے کے بعد عورت بائنہ یعنی نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور فریقین کی باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

طلاقِ حسن:

جن ایام میں عورت پاک ہو اور مقاربت بھی نہ کی ہو ان ایام میں ایک طلاق دی جائے اور جب ایک ماہواری گزر جائے تو بغیر مقاربت کیے دوسری طلاق دی جائے اور جب دوسری ماہواری گزر جائے تو بغیر مقاربت کیے تیسری طلاق دی جائے اسکے بعد جب تیسری ماہواری گزر جائے تو عورت مغلظہ ہو جائیگی اور اب شرعی حلالہ کے بغیر اس سے دوبارہ عقد نہیں ہو سکتا۔

طلاق بدعی:

اسکی تین صورتیں ہیں۔ (۱) ایک مجلس میں تین طلاقیں دفعۃً دی جائیں خواہ ایک کلمہ سے مثلاً تم کو تین طلاقیں دیں یا کلماتِ متعددہ سے مثلاً کہے "تم کو طلاق دی، تم کو طلاق دی، تم کو طلاق دی"۔ (ب) عورت کی ماہواری کے ایام میں اس کو ایک

طلاق دی جائے اس طلاق سے رجوع کرنا واجب ہے اور یہ طلاق شمار کی جاتی ہے۔ (ج) جن ایام میں عورت سے مقاربت کی ہو ان ایام میں عورت کو ایک طلاق دی جائے طلاق بدعی کسی صورت میں ہو اسکا دینے والا گنہگار ہوتا ہے۔

صرف مرد کو اختیارِ طلاق کی وجوہات:

اسلام نے طلاق دینے کا اختیار اور حق صرف مرد کو دیا ہے علماء نے اسکی متعدد وجوہ بیان کی ہیں (ایک وجہ یہ ہے) کہ عورت کو غصہ جلدی آتا ہے اور وہ اس کیفیت میں مغلوب ہو جاتی ہے اور ایسے مغلوب انسان سے جیسا کہ روزمرہ کے حالات کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے، بہت جلد کچھ بھی کر گزرنے کا امکان ہوتا ہے۔ (دوسری وجہ یہ ہے) کہ مرد کے مقابلہ میں عورت کی قوتِ فیصلہ کمزور ہوتی ہے خصوصاً ماہواری کے دنوں میں عورت ذہنی اضطراب میں مبتلا ہوتی ہے ان ایام میں اسکا ذہن منتشر اور مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے اسلئے اگر طلاق دینے کا معاملہ عورت کے سپرد کیا جاتا تو شرح طلاق زیادہ ہو جاتی۔ (تیسری وجہ یہ ہے) کہ عورتیں ناقصات العقل ہوتی ہیں اور عقدِ نکاح ختم کرنے کا معاملہ ناقص العقل کے سپرد کرنے کے لائق نہیں ہے۔ (بخاری صفحہ: ۱۴۴ جلد ۱، صفحہ: ۹۷ جلد ۱، صفحہ: ۱۳۱ جلد ۱، صفحہ: ۲۶۱ جلد ۱ صفحہ: ۲۶۳ جلد ۱، مسلم صفحہ: ۶۰ جلد ۱، ابوداؤد صفحہ: ۲۸۷ جلد ۱، ترمذی صفحہ: ۳۷۵، ابن ماجہ صفحہ: ۲۸۸، مسند احمد بن حنبل صفحہ: ۶۷ جلد ۲، مستدرک صفحہ: ۱۹۰ جلد ۲ (چوتھی وجہ یہ ہے) کہ انسان زندگی میں مصائب و آلام کا شکار ہوتا رہتا ہے اور عورت چونکہ نازک صنف ہوتی ہے اور ایسے حالات کی زد میں آکر وہ جلد طلاق دینے کا فیصلہ کر سکتی ہے اسکے مقابلہ میں

مرد چونکہ زیادہ قَوِیُّ الْفِطْرَۃ ہوتا ہے اور اکثر ایسے حالات میں وہ اپنے اعصاب اور شعور کو ثابت اور قائم رکھ کر طلاق جیسے حادثہ کے ارتکاب سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ (پانچویں وجہ یہ ہے) کہ چونکہ مرد اپنا مال خرچ کرکے حقوق زوجیت حاصل کرتا ہے اسلیے ان حقوق سے دست کش ہونے کا اختیار بھی اسی کو دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ جو شخص اپنا روپیہ خرچ کرکے کوئی چیز حاصل کرتا ہے وہ اس چیز کو آخری حد تک رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور صرف اسوقت اس چیز کو چھوڑتا ہے جب اسکو چھوڑنے کے سوا اور کوئی چارۂ کار باقی نہ رہے۔ اسکے برخلاف حقوقِ زوجیت کو قائم کرنے میں عورت کو کوئی محنت کرنی پڑتی ہے نہ پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے اسلیے اگر طلاق کی باگ ڈور عورت کے ہاتھ میں دے دی جاتی تو عورت کو طلاق واقع کرنے میں اسقدر سوچ و بچار اور تامّل کی ضرورت نہ ہوتی۔ علاوہ ازیں یہ اقدام عدل وانصاف کے بھی خلاف ہوتا۔

اسلامی دستورِ طلاق وحد بندی:

اسلامی دستورِ طلاق اور حد بندی سے پہلے لوگ طلاقوں کے ذریعے عورتوں کو ذہنی، جسمانی، معاشی اور معاشرتی اذیتوں سے دوچار اور پریشان کیا کرتے تھے چنانچہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ابتداء میں لوگ بے حساب اور لاتعداد طلاقیں دیا کرتے تھے۔ اور مرد بیوی کو طلاق دیتا تو جب عدت پوری ہونے کے قریب ہوتی تو پھر طلاق دیتا اور یونہی بار بار کرتا اور مقصد بیوی کو پریشان کرنا ہوتا تھا۔ یونہی ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ اُسکے شوہر نے کہا ہے کہ میں تجھ کو طلاق دیتا اور

رجوع کرتا رہوں گا۔ کہ ہر بار جب عدت گزرنے کے قریب ہوگی رجوع کرلونگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سنکر خاموش ہورہیں۔ پھر حضور علیہ السلام سے اسکے متعلق عرض کیا۔ تب یہ آیت مبارکہ اُتری اور اس میں طلاق کے دستور اور ایک مقررہ تعداد وحد کو بیان فرمایا گیا۔ (درمنثور صفحہ: ۲۷۷ جلد ۱، خزائن العرفان، معالم التنزیل علی حاشیہ تفسیر الخازن صفحہ: ۲۲۷ جلد ۱، تفسیر کبیر صفحہ: ۱۰۳ جلد ۶، فتاوی رضویہ صفحہ: ۲۰۶ جلد ۱۲)

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

(آیت) اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاکٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ (البقرہ: ۲۲۹)

(ترجمہ) طلاق دو دفعہ ہے پھر روکنا ہے بھلائی کیساتھ یا چھوڑنا ہے حُسن سلوک کیساتھ یعنی وہ طلاق (رجعی) جس میں شوہر کو رجوع کرنے کا حق ہے وہ دو ہیں کیونکہ تیسری کے بعد طلاق مُغَلَّظَہ ہوجاتی ہے اور شوہر کو رجوع کرنے کا حق حاصل نہیں رہتا۔ آگے پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ط وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

(ترجمہ) پھر اگر اُسے (تیسری) طلاق دی تو اب وہ عورت اُسے حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ عورت اسکے علاوہ کسی اور مرد سے نکاح کرے۔ پھر اگر دوسرا شوہر طلاق دیدے تو ان پر کوئی گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نباہیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے اُس

قوم کیلئے جو جانتی ہے۔

ان آیات مبارکہ کی تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر خاوند اپنی بیوی کو دو طلاقوں کے بعد تیسری طلاق بھی دے دے خواہ وہ دو طلاقیں بعوض مال ہوں یا بلا معاوضہ تو یہ عورت اسے کسی طرح حلال نہیں۔ جب تک کہ دوسرے شوہر سے صحبت نہ کرے پھر اگر دوسرا شوہر بھی صحبت کر کے اُسے طلاق دے دے تو اب پہلی حالت کی طرف لوٹ جانے میں ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں۔ بشرطیکہ انہیں یہ گمان غالب ہو کہ آئندہ زوجیت کے شرعی حقوق ادا کرینگے۔ اگر جھگڑے اور فساد کی نیت سے دوبارہ نکاح کیا تو سخت گنہگار ہوئے۔ یہ سارے کام اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں کہ سمجھداروں کیلئے اسے خوب واضح طور پر بیان فرمادیا جو ان سے آگے بڑھیگا وہ سخت سزا کا مستحق ہے

ہنسی اور مذاق میں طلاق:

اگر کوئی شخص ہنسی اور مذاق میں طلاق دیگا تو بھی طلاق پڑ جائیگی ایسی ہنسی و مذاق سے منع فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

(آیت) "وَلَا تَتَّخِذُوْا اٰیٰتِ اللّٰہِ ھُزُوًا"

(ترجمہ) اور اللہ کی آیتوں کو مذاق نہ بناؤ۔ (البقرہ: ۲۳۱)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک آدمی کسی سے کہتا کہ میں نے تم سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا۔ پھر کہتا میں تو مذاق کر رہا تھا کوئی شخص کہتا میں نے غلام آزاد کر دیا پھر کہتا میں تو مذاق کر رہا تھا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو مذاق کے طور پر طلاق دی حالانکہ اسکا ارادہ طلاق کا نہ تھا تو تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ (در منثور صفحہ: ۲۸۶ جلد ۱، مواہب الرحمن صفحہ: ۳۱۴ جلد ۱)

حاصل یہ ہے کہ اسلام نے دورِ جاہلیت کی غیر فطرتی و غیر دینی رسومات کو اپنانے اور احکام الٰہی کو کھلونا بنانے سے منع فرمایا۔ علامہ قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ علماء میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا بلکہ سب متفق ہیں کہ جس نے ہنسی میں اپنی عورت کو طلاق دی تو طلاق اُس پر لازم ہو جائیگی۔ قرطبی "صفحہ: ۱۵۷ جلد ۲" بارگاہِ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقبول و منظور صحابی جناب ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کی سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے اور مذاق بھی سنجیدگی ہے: نکاح، طلاق اور رجوع۔

(روح المعانی صفحہ: ۱۴۳ جلد ۱، قرطبی صفحہ: ۱۵۷ جلد ۲، در منثور صفحہ: ۲۸۶ جلد ۱، مواہب الرحمن صفحہ: ۳۱۴ جلد ۱، ابن کثیر صفحہ: ۴۱۵ جلد ۱، بغوی صفحہ: ۲۳۳ جلد ۱، ترمذی صفحہ: ۲۲۵ جلد ۱، ابن ماجہ صفحہ: ۱۴۸، ابوداؤد صفحہ: ۲۹۸ جلد ۱، مستدرک الحاکم صفحہ: ۱۹۷ جلد ۲، مشکوٰۃ صفحہ: ۲۸۴، شرح معانی الآثار صفحہ: ۹۸ جلد ۳، نصب الرایہ صفحہ: ۲۹۳ جلد ۳، ارواء الغلیل صفحہ: ۲۲۴ جلد ۶، صفحہ: ۱۳۹ جلد ۷، بیہقی صفحہ: ۳۴۱ جلد ۷، جامع مسانید ابی حنیفہ صفحہ: ۸۲ جلد ۲، سنن سعید بن منصور صفحہ: ۱۶۰۳، شرح السنہ صفحہ: ۲۱۹ جلد ۹، دار قطنی صفحہ: ۲۵۶ جلد ۳، کشف الخفاء للعجلونی صفحہ: ۳۸۹ جلد ۱، منتقیٰ لابن الجارود صفحہ: ۷ جلد ۲، تلخیص الحبیر لابن حجر صفحہ: ۲۰۹ جلد ۳، موضع اوھام الجمع والتفریق صفحہ: ۳۴۵ جلد ۱)

ماہواری میں طلاق:

عورت کو ایامِ حیض میں اگرچہ طلاق دینا گناہ و خلافِ سُنت ہے مگر ایسی

حالت میں بھی دی گئی طلاق واقع ہوجائیگی اور یہ طلاق اگر رجعی تھی تو ضروری ہے کہ شوہر رجوع کرے اور اگر طلاق ہی دینا مقصود ہو تو اس حیض کے بعد طہر گذرنے دے پھر حیض آئے پھر عورت اس سے پاک ہوجائے تو اب دے سکتا ہے اور یہ تب ہے جب جماع سے رجعت کی ہو اور اگر قول یا بوسہ لینے یا چھونے سے رجعت کی تو اس حیض کے بعد جو طہر ہے اسمیں بھی طلاق دے سکتا ہے اسکے بعد دوسرے طہر کے انتظار کی ضرورت نہیں۔ (جوھرہ نیرہ صفحہ: ۴۱ جلد ۲) ماہواری کی حالت میں طلاق واقع ہونے پر متعدد روایات مبارکہ شاہد عدل و دلیل ناطق ہیں۔ چنانچہ حضرت ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ "میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کی بیوی کی طلاق کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا میں نے اسکو حالتِ حیض میں طلاق دے دی تھی پھر میں نے اس واقعہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تذکرہ کیا انہوں نے اسکا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے فرمایا اُس سے کہو کہ اس طلاق سے رجوع کرے اور جب وہ (حیض سے) پاک ہوجائے تو اسکو [illegible] طہر میں طلاق دے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے اس طلاق سے رجوع کرلیا پھر اسکو طہر میں طلاق دے دی میں نے پوچھا آپ نے اسکو حالت حیض میں جو طلاق دی تھی کیا اسکو شمار کرلیا تھا انہوں نے کہا میں اس طلاق کو کیوں نہ شمار کرتا؟ کیا میں عاجز اور احمق تھا۔

(بخاری صفحہ: ۷۹۰ جلد ۲، مسلم صفحہ: ۴۷۷ جلد ۱، ابوداؤد صفحہ: ۲۹۷ جلد ۱، سنن نسائی صفحہ: ۹۸ جلد ۲، ترمذی صفحہ: ۲۲۲ جلد ۱، ابن ماجہ صفحہ: ۱۴۶، شرح معانی الآثار ج ۲ صفحہ: ۳۳، مجمع الزوائد صفحہ: ۳۳۶ جلد ۴، زاد المعاد صفحہ: ۴۳ جلد ۴، المغنی ابن قدامہ صفحہ: ۲۳۹ جلد ۸)

سالم بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا۔ کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ یہ سُن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے۔ آپ نے فرمایا ابن عمر کو حکم دو کہ وہ اپنی بیوی سے رجوع کرے حتی کہ جس حیض میں اس نے طلاق دی ہے۔ اس کے سوا ایک اور حیض گذر جائے۔ پھر اس کے بعد اگر وہ چاہے تو اس کو طلاق دے دے بشرطیکہ وہ اس حیض سے پاک ہوچکی ہو اور ابن نے اس سے مقاربت نہ کی ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق طلاق دینے کا وقت ہے۔ (حضرت) عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک طلاق دی تھی۔ جو کہ شمار کرلی گئی تھی۔ اور (حضرت) عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اس طلاق سے رجوع کرلیا تھا۔

(بخاری صفحہ: ۷۹۰ جلد ۲۔) (مسلم صفحہ: ۴۷۶ جلد ۱)

فائدہ:

جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ماہواری کے ایام میں چونکہ طلاق رجعی دی تھی اسی لیے انہیں رجوع کا حکم فرمایا گیا۔ اور پھر ایک طہر چھوڑ کر دوسرے میں طلاق دینے میں کیا کیا حکمتیں کارفرما تھیں علامہ نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ایسا اس لئے کرنے کا حکم ہوا تا کہ یہ لازم نہ آئے کہ اُس شخص نے طلاق دینے کی غرض سے رجوع کیا ہے یا ایک مزید طہر گذارنے میں مقصود طلاق دہندہ کو ماہواری کے ایام میں طلاق دینے پر سزا دینا تھی۔ یا درمیان میں اتنا لمبا وقفہ [illegible]نے میں حکمت یہ تھی کہ اسکے دل سے

طلاق دینے کا خیال نکل جائے اور وہ ایسے امر کے ارتکاب سے بچ جائے

اتفاقِ اھلِ علم:

فقہ حنبلی کے جلیل القدر عالم ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اگر کسی نے طلاق بدعت دی اور وہ اسطرح کہ حالتِ حیض میں طلاق دے یا اس طہر میں جس میں عورت سے وطی کی۔ گنہگار ہوگا اور تمام اہلِ علم کے قول کے مطابق یہ طلاق واقع ہو جائیگی۔ ابن منذر اور ابن عبد البر نے کہا ہے کہ اس مسئلہ میں مخالفت کرنے والے صرف گمراہ و بدعتی لوگ ہیں۔ (المغنی لابن قدامہ صفحہ: ۲۳۸ جلد ۸)

حالتِ حمل میں طلاق: اگر حالتِ حمل میں طلاق دی گئی تو وہ بھی واقع ہو جائیگی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ ترجمہ: اور حمل والیوں کی میعاد ہے کہ وہ حمل جن لیں'' (سورۃ الطلاق: ۴)

ایسی حالت میں طلاق واقع ہونے کو اس حدیث سے بھی تائید حاصل ہوتی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دی، حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس واقعہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے فرمایا اسے رجوع کرنے کا حکم دو، پھر وہ اسکو حیض سے پاکیزگی یا حالتِ حمل میں طلاق دے۔ (مسلم شریف صفحہ: ۴۷۶ جلد ۱)

فقہاء کرام نے بھی ایسی طلاق کے وقوع و جواز کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی مستند کتاب ہدایہ صفحہ: ۳۵۶ جلد ۲ اور جوہرہ نیرہ صفحہ: ۴۰ جلد ۲ پر ہے ''وَطَلَاقُ الْحَامِلِ یَجُوْزُ،، معلوم ہوا کہ حاملہ عورت کو طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جائے گی

حالتِ غضب میں طلاق:

غضب کی حالت میں دی گئی طلاق کے بارے اعلٰحضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ ''غضب اگر واقعی اس درجہ شدت پر ہو کہ حدِ جنون تک پہنچائے تو طلاق نہ ہوگی اور یہ کہ غضب اس شدت پر تھا یا تو گواہانِ عادل سے ثابت ہو یا وہ اس کا دعویٰ کرے اور اسکی یہ عادت معہود و معروف ہو تو قسم کیساتھ اسکا قول مان لیں گے ورنہ خالی دعویٰ معتبر نہیں۔ یوں تو ہر شخص اسکا ادعا کرے اور غصہ کی طلاق واقع ہی نہ ہو حالانکہ غالباً طلاق نہیں ہوتی مگر بحالتِ غضب۔ (فتاویٰ رضویہ صفحہ: ۳۷۸ جلد ۱۲)

رجعت:

جس عورت کو صریح الفاظ کیساتھ ایک یا دو طلاقیں دیں اُسے عدت کے اندر اُسی نکاح پر باقی رکھنا رجعت کہلاتا ہے رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے۔ مثلاً یوں کہے کہ میں نے تجھ سے رجعت کی یا اپنی زوجہ سے رجعت کی یا تجھ کو واپس لیا یا روک لیا۔ رجعت کے سلسلہ میں یہ صریح الفاظ ہیں اگر نیت کے بغیر بھی کہے رجعت ہو جائے گی۔ اور اگر یوں کہا کہ تو میرے نزدیک ویسی ہی ہے جیسے تھی یا تو میری عورت ہے اگر یہ الفاظ رجعت کی نیت سے کہے تو رجعت ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ اور رجعت پر دو عادل شخص گواہ بناتے ہوئے عورت کو بھی اسکی اطلاع کردے تاکہ وہ عدت کے بعد کسی اور سے نکاح نہ کرے۔ اور فعل سے بھی رجعت ہو سکتی ہے مثلاً اس سے صحبت کرے یا بوسہ لے یا گلے لگائے پھر بھی گواہوں کے سامنے کہے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجعت کر لی ہے۔ مرد کے مذکور الفاظ یا عمل سے

طلاق دینے کا خیال نکل جائے اور وہ ایسے امر کے ارتکاب سے بچ جائے

اتفاقِ اھلِ علم:

فقہ حنبلی کے جلیل القدر عالم ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اگر کسی نے طلاق بدعت دی اور وہ اسطرح کہ حالتِ حیض میں طلاق دے یا اس طہر میں جس میں عورت سے وطی کی۔ گنہگار ہوگا اور تمام اہلِ علم کے قول کے مطابق یہ طلاق واقع ہو جائیگی۔ ابن منذر اور ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ اس مسئلہ میں مخالفت کرنے والے صرف گمراہ و بدعتی لوگ ہیں۔ (المغنی لابن قدامہ صفحہ: ۲۳۸ جلد ۸)

حالتِ حمل میں طلاق: اگر حالتِ حمل میں طلاق دی گئی تو وہ بھی واقع ہو جائیگی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ ترجمہ: ''اور حمل والیوں کی میعاد ہے کہ وہ حمل جن لیں'' (سورۃ الطلاق: ۴)

ایسی حالت میں طلاق واقع ہونے کو اس حدیث سے بھی تائید حاصل ہوتی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے فرمایا اسے رجوع کرنے کا حکم دو، پھر وہ اسکو حیض سے پاکیزگی یا حالتِ حمل میں طلاق دے۔ (مسلم شریف صفحہ: ۴۷۶ جلد ۱)

فقہاء کرام نے بھی ایسی طلاق کے وقوع وجواز کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی مستند کتاب ہدایہ صفحہ: ۳۵۶ جلد ۲ اور جوہرہ نیرہ صفحہ: ۴۰ جلد ۲ پر ہے ''وَطَلَاقُ الْحَامِلِ یَجُوْزُ،، معلوم ہوا کہ حاملہ عورت کو طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جائے گی

حالتِ غضب میں طلاق:

غضب کی حالت میں دی گئی طلاق کے بارے اعلٰحضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ ''غضب اگر واقعی اس درجہ شدت پر ہو کہ حدِ جنون تک پہنچائے تو طلاق نہ ہوگی اور یہ کہ غضب اس شدت پر تھا یا تو گواہانِ عادل سے ثابت ہو یا وہ اس کا دعویٰ کرے اور اسکی یہ عادت معہود و معروف ہو تو قسم کیساتھ اسکا قول مان لیں گے ورنہ خالی دعویٰ معتبر نہیں۔ یوں تو ہر شخص اسکا ادعا کرے اور غصہ کی طلاق واقع ہی نہ ہو حالانکہ غالباً طلاق نہیں ہوتی مگر بحالتِ غضب۔ (فتاویٰ رضویہ صفحہ: ۳۷۸ جلد ۱۲)

رجعت:

جس عورت کو صریح الفاظ کیساتھ ایک یا دو طلاقیں دیں اُسے عدت کے اندر اُسی نکاح پر باقی رکھنا رجعت کہلاتا ہے رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے۔ مثلاً یوں کہے کہ میں نے تجھ سے رجعت کی یا اپنی زوجہ سے رجعت کی یا تجھ کو واپس لیا یا روک لیا۔ رجعت کے سلسلہ میں یہ صریح الفاظ ہیں اگر نیت کے بغیر بھی کہے رجعت ہو جائے گی۔ اور اگر یوں کہا کہ تو میرے نزدیک ویسی ہی ہے جیسے تھی یا تو میری عورت ہے اگر یہ الفاظ رجعت کی نیت سے کہے تو رجعت ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ اور رجعت پر دو عادل شخص گواہ بناتے ہوئے عورت کو بھی اسکی اطلاع کر دے تاکہ وہ عدت کے بعد کسی اور سے نکاح نہ کرے۔ اور فعل سے بھی رجعت ہو سکتی ہے مثلاً اس سے صحبت کرے یا بوسہ لے یا گلے لگائے پھر بھی گواہوں کے سامنے کہے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجعت کرلی ہے۔ مرد کے مذکور الفاظ یا عمل سے

رجعت واقع ہو جائے گی اگرچہ اس رجعت میں عورت کی رضا ہو یا نہ۔

غیر مدخولہ کی طلاق:

غیر مدخولہ کو کہا کہ تجھے تین طلاقیں تو تین ہوں گی۔ اور اگر کہا تجھے طلاق تجھے طلاق تجھے طلاق یا کہا تجھے طلاق، طلاق، طلاق یا کہا تجھے طلاق ہے۔ ایک اور ایک اور ایک۔ تو ان دونوں صورتوں میں ایک بائن واقع ہوگی۔ باقی لغو بے کار ہیں۔ یعنی چند لفظوں سے واقع کرنے میں صرف پہلے لفظ سے واقع ہوگی اور باقی کے لیے محل نہ رہے گی اور موطوءۃ میں بہر حال واقع ہوں گی۔

(ردالمحتار علی درالمختار صفحہ: ۲۹۴ جلد ۲)

عدّت

لغوی تحقیق: لفظ عدّت ''عدد'' سے بنا ہے اور یہ تعداد کے معنوں میں مصدر خلاف قیاس ہے۔ عدّ کے معنی شمار کرنے کے ہیں۔

شرعی معنی:

عرف شرع میں عدت اس مدت کا نام ہے جو نکاح کے بقیہ آثار ختم ہونے کیلئے مقرر کی گئی ہے (بدائع الصنائع صفحہ: ۵۰۶ جلد ۳)

اقسام عدّت: شریعت میں عدّت کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ حیضوں سے شمار کی جانے والی عدت

۲۔ مہینوں سے شمار کی جانے والی عدت

۳۔ حمل کی عدت

حیض سے شمار کی جانے والی عدت طلاق کی عدت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ البقرہ: ۲۲۸

اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رکھیں تین حیض تک۔

یعنی عورت اپنی پاکی کے دنوں میں طلاق پانے کے بعد مسلسل تین حیض عدت گذارے اس عدت کے گذرنے سے پہلے وہ نکاح نہیں کر سکتی۔

اس عدّت کے وجوب کی شرط:

اس عدت کے واجب ہونے کی شرط نکاح صحیح میں جماع یا جماع کے قائمقام یعنی خلوتِ صحیحہ ہے لهذا یہ عدت جماع یا خلوت صحیحہ کے بغیر واجب نہیں ہوتی۔

ارشاد خداوندی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ	اے ایمان والو: جب تم مسلمان عورتوں سے
ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ	نکاح کرو پھر انہیں بے ہاتھ لگائے چھوڑ دو تو
فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا	تمہارے لیے کچھ عدت نہیں جسے تم شمار کرو۔

(الاحزاب: ۴۹)

فائدہ: معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص نے نکاح کے بعد جماع یا خلوت صحیحہ میسر آنے کے بغیر بیوی کو طلاق دے دی تو اُس پر عدت نہیں وہ طلاق کے فوراً بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

(هكذا فی کتب الفقہ)

۲۔مہینوں سے شمار کی جانے والی عدت:

اسکی دوصورتیں ہیں۔ا۔وہ عورتیں جنہیں بڑھاپے یا نابالغی کی وجہ سے حیض نہیں آتا یا اس وجہ کے بغیر سرے ہی سے حیض نہیں آتا تو ایسی طلاق یافتہ عورتوں کی عدت تین ماہ ہے۔اللہ کریم جَلّ وعلا کا ارشاد ہے۔

وَالّٰئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُھُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْھُرٍ وَّالّٰئِیْ لَمْ یَحِضْنَ (الطلاق:۴)

اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی اُمید نہ رہی اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا۔

مہینوں سے شمار کی جانے والی دوسری صورت میں وہ عورتیں داخل ہیں جن کے شوہر فوت ہوجائیں۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِھِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا (البقرۃ آیت:۲۳۴)

اور تم میں سے جو لوگ وفات پاجائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رکھیں۔

اور اسکا وجوب نعمتِ نکاح کے فوت ہونے پر اظہارِ غم کیلئے ہے اس لئے کہ عورت کے حق میں نکاح بہت بڑی نعمت تھی کیونکہ شوہر اسکی حفاظت و پاکدامنی اور اس کے خرچ، لباس ورہائش کی بہم رسانی کا سبب تھا۔لھذا اس نعمت کے فوت ہونے پر اظہارِ غم اور اس نعمت کی قدر وقیمت بتانے کے لئے بیوہ پر عدت واجب ہوتی ہے اس کے وجوب کی شرط فقط نکاح ہے لھذا یہ عدت اس عورت پر واجب ہوگی جسکا شوہر وفات پاگیا ہو خواہ اس سے جماع ہوا یا نہ ہوا ہو۔اور خواہ اس کو حیض آتے ہوں یا

نہ آتے ہوں۔اسکی وجہ مذکورہ آیت مبارکہ کا عموم ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ عدت نعمتِ نکاح کے فوت ہونے پر اظہارِ غم کے لئے ہے اور نعمت کا فوت ہونا (ان سب میں) موجود ہے۔ہم نے نکاح صحیح کی شرط اس لئے لگائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عدت کو ازواج (بیویوں) پر واجب کیا ہے اور بیوی حقیقتاً نکاح صحیح سے ہی بنتی ہے۔ (بدائع الصنائع صفحہ:۵۱۳ جلد۳)

حمل کی عدت:

طلاق یافتہ عورت یا ایسی عورت جسکا خاوند وفات پاچکا ہے اور وہ حاملہ ہے ان کی عدت وضع حمل سے پوری ہوتی ہے۔اور اسکے وجوب کا سبب فرقت یا (شوہر کی) وفات ہوتی ہے۔اسکے بارے میں دلیل یہ ارشاد رب العزت ہے۔

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُھُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَھُنَّ۔

اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں۔

تو جب انکی عدت کا خاتمہ ان کے وضع حمل سے ہوتا ہے تو یہی انکی عدت ہوگی۔لھذا انکی عدت انکی مدت حمل ہے اس عدت کا وجوب محض اس لئے ہوتا ہے کہ اس دوران دوسرا شوہر (بیوہ سے نکاح کر کے) دوسرے کی کھیتی کو اپنے نطفہ سے سیراب نہ کرے۔اس کے وجوب کی شرط یہ ہے کہ حمل نکاح سے ہو خواہ نکاح صحیح ہو یا فاسد ہو کیونکہ نکاح فاسد میں وطی بھی موجب عدت ہوتی ہے۔زنا سے حاملہ پر یہ عدت واجب نہ ہوگی کیونکہ زنا موجب عدت نہیں ہوتا۔البتہ اگر زنا سے حاملہ ہونے کی حالت میں اس عورت سے کسی شخص نے نکاح کرلیا تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد

رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو جائز ہوگا لیکن شوہر کے لئے وضع حمل تک اس سے وطی کرنا جائز نہیں ہوگا۔ تاکہ وہ دوسرے کی کھیتی کو اپنے نطفہ سے سیراب کرنے والا نہ بنے

(بدائع الصنائع صفحہ:۵۱۳ جلد۳)

اور اگر حمل زنا کا تھا زانیہ نے کسی کیساتھ نکاح کرلیا شوہر فوت ہوگیا یا وطی کے بعد طلاق دی تو بھی عدت وضع حمل ہے۔

(درمختار۔ عالمگیری بحوالہ بہار شریعت صفحہ:۱۰۰ جلد۸)

مستحاضہ کی عدت:

وہ عورت جس کا دم استحاضہ جاری رہتا ہے مطلقہ ہونے کیصورت میں اسکی عدت بھی غیر مستحاضہ کی طرح تین حیض ہیں۔ (بدائع الصنائع صفحہ:۵۱۵ جلد۳)

وجوب عِدت کا وقت:

جمہور صحابہ کرام علیہم الرضوان اور علماء کے نزدیک اگر عورت کو اسکے شوہر کی طرف سے طلاق دینے یا شوہر کی موت کی خبر پہنچی تو اس پر عدت اُس دن سے ہوگی جس دن اُسکے شوہر نے اس کو طلاق دی یا وفات پائی۔

(جوہرہ نیرہ صفحہ:۱۰۱ جلد۲، بدائع الصنائع صفحہ:۵۰۷ جلد۳)

تین طلاق:

اسلامی نظام طلاق میں دو صریح طلاقوں تک مرد کو عدت میں رجوع کا اختیار دیا گیا اور اگر کسی نے تیسری طلاق دے دی تو اب اُسے نہ صرف یہ کہ رجعت کا اختیار نہ رہا بلکہ دونوں اگر باہمی رضا سے دوبارہ بلا حلالہ شرعیہ نکاح کرنا چاہیں تو وہ ہرگز ایسا

نہیں کرسکتے۔ اب مرد کے مستحسن اور بہتر طریقہ چھوڑنے کی وجہ سے انہیں ندامت وحسرت سے دوچار ہونا پڑیگا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشادِ گرامی ہے:

لَوْاَنَّ النَّاسَ اَصَابُوْا حَدَّ الطَّلَاقِ مَانَدِمَ رَجُلٌ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ

(احکام القرآن جصاص رازی صفحہ:۳۸۷ جلد۱)

اگر لوگ طلاق سے متعلق پابندیوں پر قائم رہیں تو کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے کر ندامت میں گرفتار نہ ہو۔ مرد کے تین طلاقوں کی حد کو توڑنے پر شریعت مطہرہ نے تین طلاقوں کے نافذ ہو جانے کا حکم صادر فرما دیا چنانچہ علامہ صاوی علیہ الرحمہ ارشاد خداوندی جل وعلا فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ (الآیہ) کے تحت فرماتے ہیں

وَالْمَعْنٰى فَاِنْ ثَبَتَ طَلَاقُهَا ثَلَاثًا فِىْ مَرَّةٍ اَوْ مَرَّاتٍ فَلَا تَحِلُّ (الآیہ) كَمَا اِذَا قَالَ لَهَا اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا اَوْ اَلْبَتَّةَ وَهٰذَا هُوَ الْمُجْمَعُ عَلَيْهِ.

یعنی علماء امت کا اس پر اتفاق ہے کہ شوہر بیوی کو تین طلاقیں الگ الگ دے یا ایک دم عورت بہرحال حرام ہوجائیگی۔

(تفسیر صاوی صفحہ:۱۴۲ جلد۱)

تین طلاقوں کا پڑنا اور حق رجعت باقی نہ رہنا اس لیے نہیں کہ اسلام تنگ نظری یا مجبوری کا نام ہے بلکہ اسکا باعث وسبب شوہر کا حدود شرعیہ سے تجاوز کرنا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ لَاتَدْرِىْ لَعَلَّ اللّٰهَ

اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا بیشک اُس نے اپنی جان پر ظلم

يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا. (سورۃ الطلاق:۱)
کیا تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اسکے بعد کوئی نیا حکم بھیجے۔

بیانِ طلاق میں اللہ کریم کا اس جگہ حدود وظلم کا ذکر فرمانا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ حدِ شرعی تین طلاقیں ہیں نہ کہ طلاق رجعی ورنہ حدود سے تجاوز کرنے والے کو اپنی جان پر ظلم کرنے والا نہ کہا جاتا۔ اور اگر بیک مجلس تین طلاقوں کو ایک شمار کیا جائے تو پھر یہ کہنے کے کیا معنی باقی رہتے ہیں کہ شاید اللہ تعالیٰ اسکے بعد کوئی صورت پیدا کر دے کیونکہ تین کو ایک شمار کرنے کی صورت میں رجعت کا حق اور موافقت کی صورت باقی ہی رہے گی قرآن مجید کی یہ آیت طلاق دینے والے کو خبردار کر رہی ہے کہ اگر تم نے طلاق کا مکمل حق ایک بار استعمال کر لیا تو خود اپنے اوپر ظلم کرو گے اور پھر بیوی سے صلح ورجعت کی کوئی صورت باقی نہیں رہے گی۔

ایک دم تین طلاقوں کا واقع ہو جانا جسطرح قرآن مجید سے ثابت ہے یونہی بے شمار احادیث مبارکہ، آثار واقوال اور سلف وخلف آئمہ اُمت کا اتفاق بھی اس پر شاہد عدل ودلیل ناطق ہے کہ بلاشبہ ایسی طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ حضرت عویمر عجلانی کے بارے متعدد کتب احادیث میں ہے کہ انہوں نے ایک دم اپنی بیوی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں تین طلاقیں دے دی تھیں مگر کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان طلاقوں کو کالعدم یا ایک قرار دیا ہو بلکہ اسکے برعکس ابوداؤد شریف میں یہ تصریح موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان طلاقوں کو نافذ فرما دیا تھا چنانچہ روایت کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

قَالَ فَطَلَّقَهَا ثَلٰثَ تَطْلِيْقَاتٍ عِنْدَ رَسُوْلِ
راوی فرماتے ہیں کہ عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْفَذَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَا صُنِعَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَّةً الخ
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بیوی کو تین طلاقیں دیدیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نافذ فرما دیا اور انہوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کیا وہی لعان میں طریقۂ عمل قرار پایا۔

(زاد المعاد صفحہ:۱۲۲ جلد ۵، ابوداؤد صفحہ:۳۰۶ جلد ۱، صحیح بخاری صفحہ:۸۰۰ جلد ۲ صحیح مسلم صفحہ:۴۸۹ جلد ۱، نیل الاوطار صفحہ:۲۶۸ جلد ۳، نسائی صفحہ:۱۰۰ جلد ۲)

حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کے اپنی بیوی کیساتھ محض لعان فرمانے سے اگر میاں بیوی کے درمیان جدائی واقع ہو جاتی تو آپ اسکے بعد تین طلاقیں نہ دیتے آپکا لعان کے بعد تین طلاقیں دینا اور خود امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انہیں نافذ فرما دینا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ لفظ لعان کے بعد فرقت واقع نہیں ہوتی بلکہ محل طلاق باقی رہتا ہے

علامہ کاسانی فرماتے ہیں قاضی کی تفریق کے بغیر نفسِ لعان سے ان کے درمیان فرقت وجدائی کا وقوع اصل حکم نہیں ہے حتی کہ تفریق سے قبل شوہر کا طلاق دینا ظہار کرنا اور ایلا کرنا جائز ہوتا ہے اور ان کے درمیان میراث بھی جاری ہوتی ہے

(بدائع الصنائع صفحہ:۶۴۵ جلد ۳)

حافظ ابن قیم لکھتے ہیں

وَلَفْظُ اللِّعَانِ لَا يَقْتَضِيْ فُرْقَةً فَاِنَّهٗ اِمَّا اَيْمَانٌ عَلٰى زِنَا وَاِمَّا شَهَادَةٌ وَكِلَاهُمَا لَا يَقْتَضِيْ فُرْقَةً
لعان کا لفظ فرقت کو نہیں چاہتا کیونکہ لعان یا تو زنا پر قسمیں کھانے کے معنی میں ہے اور یا گواہی دینے کے معنی میں اور قسم وگواہی دونوں فرقت

کونہیں چاہتیں۔ (زادالمعاد صفحہ:۱۴۵ جلد ۵)

جناب عویمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے اس بات کا بھی پتہ چلا کہ صحابہ کرام کا یہی نظریہ تھا اور ان میں یہی امر شہرت پذیر تھا کہ ایکدم دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تین کو ایک طلاق رجعی قرار نہ دینے اور تینوں کو نافذ فرما دینے کے بعد تو کسی قسم کا ابہام واشکال باقی نہیں رہ جاتا

لعان کا معنیٰ:

اسکا معنی ایک کا دوسرے پر ''لعنت کرنا'' کے ہیں (المنجد صفحہ:۹۲۵)

دلیلِ لعان:

ارشاد خداوندی ہے ''اور وہ جو اپنی عورتوں کو عیب لگائیں اور ان کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اُس پر اگر جھوٹا ہو۔ اور عورت سے یوں سزا ٹل جائیگی کہ وہ اللہ کا نام لیکر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں یوں کہ عورت پر غضب اللہ کا اگر مرد سچا ہو۔ (سورۂ نور: ۶ تا ۱۱)

لعان کی صورت اور کیفیت کی مزید وضاحت:

علامہ کاسانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں ''لعان زنا کے الزام لگانے یا پھر بچے کا (اپنی اولاد ہونے سے) انکار کرنے سے ہوتا ہے، قذف (تہمت) اگر زنا کے الزام کی وجہ سے ہو تو قاضی کو چاہیے کہ وہ شوہر اور بیوی دونوں کو اپنے سامنے کھڑا کرے اور اوّلاً شوہر کو حکم دے کہ چار مرتبہ یوں کہے ''اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں زنا کے

اس الزام میں جو میں نے اس پر لگایا ہے سچا ہوں پانچویں مرتبہ اسطرح کہے ''اللہ کی لعنت ہو مجھ پر اگر میں زنا کے اس الزام میں جو میں نے اس پر لگایا ہے جھوٹا ہوں۔ اسکے بعد قاضی عورت کو حکم دے کہ وہ چار مرتبہ اسطرح کہے ''میں اللہ کو گواہ بناتی ہوں کہ یہ زنا کے اس الزام میں جو اس نے مجھ پر لگایا ہے جھوٹا ہے۔ پھر عورت پانچویں بار یوں کہے اللہ کا غضب ہو مجھ پر اگر یہ زنا کے الزام میں جو اس نے مجھ پر لگایا ہے سچا ہے۔ (بدائع الصنائع صفحہ:۲۲۳ جلد ۳)

ایک مجلس میں تین طلاق:

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

طَلَّقَنِیْ زَوْجِیْ ثَلٰثًا وَھُوَ خَارِجٌ اِلَی الْیَمَنِ فَاَجَازَ ذٰلِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (ابن ماجہ صفحہ:۱۴۷)

کہ میرے شوہر نے یمن جاتے ہوئے مجھے (یکدم) تین طلاقیں دے دیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جائز رکھا۔

اوّلاً: یہاں یاد رہے کہ سُنن ابن ماجہ کا شمار حدیث کی مشہور چھ کتابوں میں ہے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''ابن ماجہ'' نے بہت سی مفید اور نافع کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ سُنن ہے جس کا صحاح ستہ میں شمار ہے وہ جب اسکی تالیف سے فارغ ہوئے تو اسے ابوزرعہ رازی کے سامنے پیش کیا انہوں نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ کتاب لوگوں کے ہاتھ میں آگئی تو حدیث کی (موجودہ) تصنیفات یا ان میں سے اکثر معطل ہو کر رہ جائیں گی۔

(بُستان المحدثین صفحہ:۲۹۸)

ثانیاً: یہ بات بھی ایمان اور بصیرت افروز ہے کہ امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ نے مذکور صریح حدیث کو بیان فرمانے کیلئے نہایت واضح اور غیر مبہم الفاظ "مَنْ طَلَّقَ ثَلٰثًا فِیْ مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ" یعنی وہ شخص جو ایک ہی مجلس میں تین طلاق دیدے" کیساتھ باب وعنوان قائم فرمایا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ امام موصوف کا نظریہ جسے وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں یہی ہے کہ شرعاً ایک مجلس میں دی گئی تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں۔

ثالثاً: یہ امر بھی لائق توجہ ہے کہ مجلس واحد میں واقع ہونے والی ان تین طلاقوں کو نافذ کرنے والے خود امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اگر ایسی طلاقیں ایک ہی ہوتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ایک ہی قرار دیتے مگر آپ کا ایسا نہ کرنا اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ ایسی طلاقوں کو تین سمجھنا ہی اتباع مصطفےٰ صلی اللہ وعلیہ وسلم ہے نہ کہ ایک جاننا۔

تائید مزید: علامہ حلبی علیہ الرحمہ اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یکبارگی تین طلاقوں کے وقوع کی دلیل اور جواز لیا گیا ہے اسلیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہیں فرمایا اور آپ کا انکار نہ فرمانا یہی احتمال رکھتا ہے کہ یکبارگی تین طلاقیں دینے سے تینوں ہی واقع ہو جاتی ہیں۔

(احکام الاحکام فحہ:۷ جلد۲)

ایک ہی لفظ کیساتھ تین طلاق:

حضرت ابوسلمہ فرماتے ہیں کہ حفص بن مغیرہ نے

طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ عَلٰى عَهْدِ اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس کو حضور صلی اللہ علیہ

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ تَطْلِيْقَاتٍ فِيْ كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ فَاَبَانَهَا مِنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَبْلُغْنَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَابَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ. (دارقطنی صفحہ:۱۲ جلد۴)

وسلم کے زمانہ مبارکہ میں ایک ہی لفظ کیساتھ تین طلاقیں دیدیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کو انکے شوہر سے جدا کر دیا اور ہمیں یہ بات نہیں پہنچی کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اس پر کوئی عیب لگایا ہو۔

علامہ ہیثمی روایت کرتے ہیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دینے کے بعد رجوع کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا تین طلاقیں دینے کے بعد تمہاری بیوی تم سے جدا ہو جائیگی اور تمہارا بیوی کو تین طلاقیں دینا گناہ ہے۔

فائدہ: حالت حیض میں طلاق دینا ممنوع ہے خواہ طلاق ایک ہو یا زیادہ بہرحال اگر کسی نے ایسی حالت میں ایک یا زیادہ طلاقیں دے دیں تو وہ واقع ہو جائیں گی جیسا کہ اس حدیث سے صراحۃً معلوم ہو رہا ہے۔

تائید مزید: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مذکور روایت کو اس حدیث سے بھی تائید حاصل ہوتی ہے جسے جناب انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں چنانچہ الفاظ روایت ملاحظہ ہوں۔

سَمِعْتُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ مَنْ

میں نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ سے سنا آپ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علی

طَلَّقَ فِیْ بِدْعَۃٍ وَّاحِدَۃً اَوْ اِثْنَتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا اَلْزَمْنَاہُ بِدْعَتَہٗ
(دار قطنی صفحہ: ۲۰ جلد ۴)

علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ رضی اللہ تعالیٰ جس نے بدعی طلاق دی ایک دو یا تین ہم م کر اُسکی اس بدعت کو اُس پر لازم کر دینگے

حضرت محمود بن لبید روایت کرتے ہیں:

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیدی ہیں آپ غصہ سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا میرے سامنے کتاب اللہ کو کھیل بنایا جا رہا ہے حتی کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں اسکو قتل نہ کر دوں۔ (نسائی صفحہ: ۹۹ جلد ۲)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "آپ نے فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کا سنا کہ اُس نے طلاق بتہ دی ہے آپ نے غصہ فرمایا اور کہا تم اللہ کی آیتوں کو مذاق بناتے ہو۔ (راوی کو شک ہوا) یا فرمایا اللہ کے دین کو کھیل اور مذاق بناتے ہو۔ جس نے طلاق بتہ دی ہم اُس پر تین لازم کر دینگے۔

لَا تَحِلُّ لَہٗ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ .
(سنن دار قطنی صفحہ: ۲۰ جلد ۴)

وہ عورت اُسے حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ دوسرے آدمی سے نکاح کرے

فائدہ (۱) اگر کسی نے لفظ بتہ کیساتھ طلاق دی تو طلاق دہندہ نے اس طلاق میں اگر ایک طلاق بائن کی نیت کی تو ایک۔ تین کی نیت کی تو تینوں پڑ جائینگی۔

فائدہ (۲) ان روایات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ مبارکہ میں تین طلاقوں کو تین ہی قرار دیا جاتا تھا اگر تین طلاقیں ایک

ہی ہوتی تو پھر آپ اظہار ناراضگی نہ فرماتے اس لئے کہ ایک طلاق تو مطابق سنت ہے اظہار ناراضگی اس لئے فرمایا تھا کہ طلاق دہندہ نے بیک وقت تین طلاق دے دی تھیں اُس کے اس خلاف سنت اقدام پر اظہار ناراضگی فرمایا تھا۔ بہر حال اگر کسی نے خلاف سنت تین طلاقیں یکدم دے دیں تو وہ منعقد ہو جائینگی جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں کو نافذ فرما دیا تھا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ اِمْرَاَتَہٗ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَحِلُّ لِلْاَوَّلِ قَالَ لَا حَتّٰی یَذُوْقَ عُسَیْلَتَہَا کَمَا ذَاقَ الْاَوَّلُ .
(صحیح بخاری صفحہ ۷۹۱ جلد ۲ صحیح مسلم صفحہ: ۴۶۳ جلد ۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو اُس عورت نے دوسرا نکاح کر لیا پھر اس شوہر نے طلاق دے دی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کیا وہ عورت پہلے شوہر کیلئے حلال ہو گئی۔ آپ نے فرمایا نہیں تاوقتیکہ دوسرا شوہر پہلے کی طرح صحبت سے لطف اندوز نہ ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مسئلہ پوچھا گیا:

عَنِ الرَّجُلِ یَتَزَوَّجُ الْمَرْاَۃَ فَیُطَلِّقُھَا ثَلَاثًا فَقَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَحِلُّ لِلْاَوَّلِ حَتّٰی یَذُوْقَ الْاٰخَرُ عُسَیْلَتَہَا وَ تَذُوْقَ عُسَیْلَتَہٗ.

ایک آدمی عورت سے نکاح کرتا ہے پھر اُسے تین طلاقیں دے دیتا ہے تو آپ نے جواباً کہا حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ عورت پہلے شخص کیلئے حلال نہیں ہوگی۔ تاوقتیکہ دوسرا شوہر اس

کی صحبت سے لطف اندوز نہ ہو۔ (مسلم صفحہ: ۴۶۳، جلد ا، سنن الکبری ۳۷۴، جلد ۷ واللفظ لہ)

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ کَانَتْ تَحْتَہٗ اِمْرَاَۃٌ فَطَلَّقَھَا ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَھَا بَعْدَہٗ رَجُلٌ فَطَلَّقَھَا قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بِھَا اَتَحِلُّ لِزَوْجِھَا الْاَوَّلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا حَتّٰی یَذُوْقَ الْاٰخَرُ مَا ذَاقَ الْاَوَّلُ مِنْ عُسَیْلَتِھَا وَ ذَاقَتْ مِنْ عُسَیْلَتِہٖ. رواہ احمد والبزاز و ابویعلیٰ الا انہ قال فمات عنھا قبل ان یدخل بھا والطبرانی فی الاوسط و رجالہ رجال الصحیح خلا محمد بن دینار الطاحی وقد و ثقہ ابوحاتم وابوزرعۃ و ابن حبان وفیہ کلام لایضر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی کے بارے پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں اور اس عورت سے کسی اور مرد نے نکاح کر لیا تھا تو دوسرے شوہر نے دخول سے پہلے ہی اُسے طلاق دیدی تھی کیا وہ عورت اپنے پہلے شوہر کیلئے حلال ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں جب تک دوسرا شوہر اس کی صحبت سے اور وہ عورت اس شوہر کی صحبت سے لطف اندوز نہ ہو پہلے شوہر کیلئے حلال نہ ہو گی۔

(مجمع الزوائد صفحہ: ۳۴۰، جلد ۴، المعجم الاوسط الطبرانی صفحہ: ۱۹۰ جلد ۳)

اس حدیث کی امام احمد امام بزاز اور امام ابویعلیٰ نے اپنے اپنے مسانید میں تخریج کی ہے۔ البتہ ابویعلیٰ کی روایت میں "فطلقھا قبل ان یدخل بھا" کی بجائے "فَمَاتَ عَنْھَا قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بِھَا" ہے اور امام طبرانی نے معجم اوسط میں اس کا ذکر کیا ہے۔

محمد بن دینار الطاحی کے علاوہ اس کی سند کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں اور امام محمد بن دینار کی امام ابوحاتم امام ابوزرعہ اور ابن حبان نے توثیق کی ہے اور بعض آئمہ جرح نے ان کے بارے میں جو کلام کیا ہے وہ ان کی ثقاہت کیلئے مضر نہیں

فائدہ:

ان احادیث مبارکہ میں طَلَّقَ ثَلَاثًا کا ظاہر یہی ہے کہ تینوں طلاقیں یکبارگی دی گئی تھیں چنانچہ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ سیدہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کے بارے میں شرح بخاری میں لکھتے ہیں۔ یعنی امام بخاری کا استدلال طَلَّقَھَا ثَلَاثًا کے ظاہر سے ہے کیونکہ اس کا ظاہر تین مجموعی طلاقوں کو ہی بتا رہا ہے اور نص کا ظاہر مدلول بلا اختلاف سب کے نزدیک قابل استدلال اور واجب العمل ہوتا ہے

نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سائل سے بغیر یہ تفصیل طلب کئے کہ تین طلاقیں ایک مجلس میں دی گئی ہیں یا الگ الگ تین طہروں میں یہ جواب دینا کہ عورت پہلے شوہر کیلئے حلال نہ ہو گی تاوقتیکہ دوسرے شوہر کی صحبت سے لطف اندوز نہ ہو لے اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ تین طلاقیں جس طرح سے بھی دی جائینگی تین ہی ہونگی۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

کے باپ نے اپنی بیوی کو یکبارگی ہزار طلاقیں دیدیں تو ان کی اولاد نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَبَانَا طَلَّقَ اُمَّنَا اَلْفًا فَھَلْ لَہٗ مِنْ مَخْرَجٍ ؟ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیشک ہمارے باپ نے ہماری ماں کو یکدم ہزار طلاق دے

فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبَاکُمْ لَمْ یَتَّقِ اللّٰہَ فَیَجْعَلْ لَہٗ مِنْ اَمْرِہٖ مَخْرَجًا بَانَتْ مِنْہُ بِثَلَاثٍ عَلٰی غَیْرِ السُّنَّۃِ وَ تِسْعُمِائَۃٍ وَسَبْعَۃٌ وَتِسْعُوْنَ اِثْمٌ فِیْ عُنُقِہٖ
(دار قطنی صفحہ: ۲۰ جلد ۴)
(عبدالرزاق صفحہ: ۳۹۳ بمفہوم واحد)

دی ہے تو کیا اسکے لیے اس سے نکلنے کی کوئی راہ ہے آپ نے فرمایا تمہارا باپ اللہ سے نہیں ڈرا کہ اسکے لئے اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے اسکے نکلنے کی کوئی صورت کیا پیدا کر دیتا اس کی بیوی تو تین طلاق سے اس سے الگ ہوگئی خلاف سنت طریقہ پر اور باقی ۹۹۷ طلاقوں کا گناہ اُسکی گردن پر ہے

امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا اَتٰی عُمَرَ فَقَالَ اِنِّیْ طَلَّقْتُ اِمْرَاَتِیْ اَلْبَتَّۃَ وَھِیَ حَائِضٌ فَقَالَ عُمَرُ عَصَیْتَ رَبَّکَ وَفَارَقْتَ اِمْرَاَتَکَ فَقَالَ الرَّجُلُ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ ابْنَ عُمَرَ حِیْنَ فَارَقَ زَوْجَتَہٗ اَنْ یُّرَاجِعَھَا فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَہٗ اَنْ یُّرَاجِعَ بِطَلَاقٍ بَقِیَ وَاِنَّہٗ لَمْ یَبْقَ لَکَ مَا تَرْتَجِعُ بِہٖ اِمْرَاَتَکَ
(رواہ الطبرانی فی الاوسط)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق بتہ دے دی ہے آپ نے فرمایا تم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہو چکی اس نے کہا حضرت ابن عمر نے اپنی بیوی کو طلاق دی تھی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع کرا دیا تھا حضرت عمر نے فرمایا انہیں رجعت کا اختیار اسلیے ملا تھا کہ ان کی طلاق باقی رہ گئی

(مجمع الزوائد صفحہ: ۳۳۵ جلد ۴ سنن الکبریٰ صفحہ: ۳۳۴ جلد ۷)

تھی اور تمہارے لیے کچھ باقی ہی نہیں بچا کہ بیوی سے رجوع کر سکو۔

فائدہ: لفظ بتہ کیساتھ طلاق کا تعلق چونکہ باب کنایات سے ہے لھذا اس لفظ میں اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک۔ تین کی نیت کی تو تین واقع ہو جائینگی۔ اور دوبارہ نکاح کا دروازہ بند ہو جائیگا۔ حدیث مذکور میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رجوع کی اجازت نہ دینا اس بات کی واضح دلیل ہے۔ کہ تینوں طلاقیں واقع ہو چکی تھیں۔

لفظ بتہ کے بارے میں مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد:

قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ھِیَ ثَلَاثٌ

حضرت علی نے فرمایا وہ تین طلاقیں ہیں۔

قاضی شریح کا فیصلہ:

وَقَالَ شُرَیْحٌ نِیَّتُہٗ اِنْ نَوٰی ثَلَاثًا فَثَلَاثٌ وَاِنْ نَوٰی وَاحِدَۃً فَوَاحِدَۃٌ

حضرت شریح نے فرمایا اگر اس نے تین کی نیت کی تو تین اور اگر ایک کی نیت کی تو ایک ہی ہوگی۔

سالم بن عبداللہ کا فیصلہ:

قَالَ فِی الْبَتَّۃِ ھِیَ ثَلَاثٌ

آپ نے بتہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ تین (طلاقیں) ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ:

عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ اَنَّ

حضرت عبید اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ

عَبْدُاللّٰہِ بْنِ عَمْرِوبْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ طَلَّقَ امْرَاَتَہُ الْبَتَّۃَ فِیْ اِمَارَۃِ عُثْمَانَ فَفَرَّقَ بَیْنَھُمَا فَکَانَ الزُّھْرِیُّ یَجْعَلُھَا ثَلَاثًا.

بن عمرو بن عثمان بن عفان نے حضرت عثمان کے دورِ حکومت میں اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تو حضرت عثمان نے میاں بیوی کے درمیان تفریق فرمادی۔ زہری اسے تین طلاق قرار دیتے تھے۔

والدِ ہشام کا فیصلہ: ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔

قَالَ اِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَاَتَہُ الْبَتَّۃَ فَھِیَ بَائِنَۃٌ بِمَنْزِلَۃِ الثَّلَاثِ.

(مصنف عبدالرزاق صفحہ: ۳۵۲-۳ جلد ۶)

آپ نے فرمایا جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو لفظ بتہ کیساتھ طلاق دے تو وہ عورت بمنزلہ تین طلاق شوہر سے جدا ہو جائیگی۔

غیر مقلد عالم کی تائید:

غیر مقلد مکتبِ فکر کے عالم مولوی شمس الحق لکھتے ہیں ''کہ اہل مدینہ تین طلاقوں کو ''بتہ'' کہتے ہیں'' (التعلیق المغنی صفحہ: ۳۵۰ جلد ۲)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ:

قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَالَ طَلَّقْتُ امْرَاَتِیْ اَلْفًا فَقَالَ بَانَتْ مِنْکَ بِثَلَاثٍ

(زادالمعاد صفحہ: ۵۷ جلد ۵)

(فتح القدیر صفحہ: ۳۳۰ جلد ۳)

جناب معاویہ بن ابی یحییٰ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں ایک آدمی حضرت عثمان کے پاس آیا تو اس نے کہا میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے دی ہیں آپ نے فرمایا وہ عورت تجھ سے تین طلاقوں کیساتھ جدا ہوگئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

عَنْ حَبِیْبِ ابْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَ اِنِّیْ طَلَّقْتُ امْرَاَتِیْ اَلْفًا فَقَالَ لَہٗ عَلِیٌّ بَانَتْ مِنْکَ بِثَلَاثٍ وَاَقْسِمْ سَائِرَھُنَّ بَیْنَ نِسَائِکَ

(سنن دارقطنی صفحہ: ۲۱ جلد ۴)

(زادالمعاد صفحہ: ۵۷ جلد ۵)

(فتح القدیر صفحہ: ۳۳۰ جلد ۳، سنن الکبریٰ صفحہ: ۳۳۵ جلد ۷)

حبیب بن ابی ثابت سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دیدی ہیں تو حضرت علی نے انہیں فرمایا کہ تین طلاقوں سے تیری عورت تجھ سے جدا ہوگئی اور باقی ساری طلاقیں اپنی عورتوں پر تقسیم کردے۔

سید الفقہاء حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

عَنْ عَلْقَمَۃَ قَالَ جَاءَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ فَقَالَ اِنِّیْ طَلَّقْتُ امْرَاَتِیْ تِسْعًا وَّ تِسْعِیْنَ وَاِنِّیْ سَئَلْتُ فَقِیْلَ قَدْ بَانَتْ مِنِّیْ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ قَدْ اَحَبُّوْا اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَکَ وَ بَیْنَھَا قَالَ فَمَا تَقُوْلُ رَحِمَکَ اللّٰہُ فَظَنَّ اَنَّہٗ سَیُرَخِّصُ لَہٗ فَقَالَ ثَلَاثٌ تُبِیْنُھَا مِنْکَ وَسَائِرُھُنَّ عُدْوَانٌ رِجَالُہٗ رِجَالُ الصَّحِیْحِ

حضرت علقمہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں نے اپنی بیوی کو ننانوے طلاقیں دے دی ہیں اور میں نے (اسکے بارے) پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی جناب ابن مسعود نے فرمایا لوگ چاہتے ہیں کہ تجھ اور تمھاری بیوی میں جدائی کردیں اُس نے کہا۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ کیا کہتے ہیں اُس نے خیال کیا کہ شاید ابن مسعود رضی اللہ

عنہ، اسکے لیے رخصت کا حکم فرمائینگے۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ تین طلاقوں سے وہ تم سے جدا ہوگئی اور باقی تمام طلاقیں حد سے بڑھنا اور سرکشی ہے۔

(رواہ الطبرانی) مصنف عبدالرزاق صفحہ: ۳۹۵ جلد ۶ مجمع الزوائد صفحہ: ۳۳۸ جلد ۴، زاد المعاد صفحہ: ۲۵۷ جلد ۵، فتح القدیر صفحہ: ۳۳۰ جلد ۳)

سیدُ المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فیصلہ:

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّهُ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهُ ثَلَاثًا قَالَ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهُ رَادُّهَا اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَنْطَلِقُ اَحَدُكُمْ فَيَرْكَبُ الْحَمُوْقَةَ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَاِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاءُهُ قَالَ (وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا) وَاِنَّكَ لَمْ تَتَّقِ اللّٰهَ فَلَا اَجِدُ لَكَ مَخْرَجًا عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ اِمْرَاَتُكَ وَاِنَّ اللّٰهَ قَالَ (يايها النبى اذا طلقتم النساء فطلقوهن) (آلایہ)

(ابوداؤد صفحہ: ۲۹۹ جلد ۱، سنن کبری صفحہ: ۳۳۱ جلد ۷، نیل الاوطار صفحہ: ۲۲۹ جلد ۳، مصنف عبدالرزاق صفحہ: ۳۹۶ جلد ۶، فتح القدیر صفحہ: ۳۳۰ جلد ۳)

مجاہد کا بیان ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا تو ایک آدمی آکر عرض گزار ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ آپ وہ عورت اس کی طرف لوٹا دینگے پھر آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی آتا ہے تو حماقت پر سوار ہو کر پھر کہتا ہے اے ابن عباس اے ابن عباس حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہے جو اللہ سے ڈرے تو اللہ اسکے لیے نکلنے کا راستہ پیدا فرما دیتا ہے تو نے خوف خدا نہیں کیا۔ لہذا میں تیرے لیے کوئی گنجائش نہیں پاتا تو نے اللہ تعالی کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی اور بیشک اللہ تعالی کا ارشاد ہے "اے نبی جب تم عورتوں

کو طلاق دو تو انہیں عدت پوری ہونے سے پہلے طلاق دو"۔

فائدہ:

ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو مجاہد کے علاوہ سعید بن جبیر، عطاء، مالک بن حارث اور عمرو بن دینار نے بھی حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

ایک اور روایت:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ طَلَّقْتُ امْرَاَتِىْ اَلْفًا فَقَالَ تَاْخُذُ ثَلَاثًا وَتَدَعُ تِسْعَمِائَةٍ وَّسَبْعَةً وَّتِسْعِيْنَ۔

(السنن الکبری صفحہ: ۳۳۷ جلد ۷)

بیشک ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور کہا میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی ہیں تو آپ نے فرمایا تین لے لو اور نو سو ستانوے دور کر دو۔

لوگوں سے خوفزدہ کا کتمان حق:

حضرت اعمش سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک شخص تھا جو کہتا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ آپ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی عورت کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے تو وہ تین ایک طلاق کی طرف ہی پھیری جائینگی لوگ اسی ایک لفظ ہی کے انتظار میں ہوتے تھے کہ اسکے پاس جائیں اور اس سے سنیں اعمش فرماتے ہیں کہ میں اسکے پاس گیا اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ باہر نکلا میں نے اسے کہا تو نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اُس شخص کے بارے جو ایک ہی مجلس میں

اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے کس طرح سُنا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ جب کوئی آدمی اپنی عورت کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے تو وہ ایک طلاق کیطرف لوٹائی جائینگی۔

اعمش فرماتے ہیں میں نے کہا تو نے حضرت علی سے یہ کہاں سُنا ہے تو اُس نے کہا (ٹھہرو) میں تحریر لاتا ہوں اُس نے تحریر نکالی تو اُسمیں یہ تھا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" یہ وہ ہے جو میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سُنا آپ فرماتے جب آدمی نے ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو وہ اُس سے جدا ہوگئی اور وہ اس کے لیے حلال نہیں یہانتک کہ کسی دوسرے خاوند کے ساتھ نکاح کرے۔ میں نے اُس کو کہا تجھ پر افسوس یہ تو بالکل اس کے خلاف ہے جو تم کہہ رہے تھے۔ وہ کہنے لگا صحیح بات تو یہی ہے لیکن یہ لوگ اس طرح کہنے پر مجھے مجبور کرتے ہیں۔

(السنن الکبریٰ صفحہ: ۳۳۹ جلد ۷)

توضیح: چونکہ وہاں اس وقت شیعہ مکتب فکر کا ماحول تھا اور ان لوگوں کے نزدیک بیک وقت دی گئی تین طلاقوں سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو

(الفروع من الکافی صفحہ: ۷۱ جلد ۶)

بایں وجہ یہ شخص ایسی غلط بیانی کرنے میں خود کو مجبور تصور کرتا تھا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ:

عَنْ نَافِعٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا قَالَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ

حضرت نافع سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص تین طلاقیں دیکر حضرت ابن عمر سے

فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِهٰذَا فَإِنْ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا حَرُمَتْ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

(صحیح بخاری صفحہ: ۷۹۲ جلد ۲)

پوچھتا تو وہ ارشاد فرماتے اگر تم نے ایک یا دو بار طلاق دی ہوتی تو رجوع کر سکتے تھے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسی کا حکم فرمایا تھا اور اگر تم نے تین طلاقیں دے دی ہیں تو وہ تم پر حرام ہوگئی یہانتک کہ دوسرے سے نکاح کرے

مسلم شریف میں یہ الفاظ زیادہ ہیں:

وَعَصَيْتَ اللّٰهَ فِيمَا أَمَرَكَ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ (صحیح مسلم صفحہ: ۴۷۶ جلد ۱)

اور تم نے اللہ کی حکم عدولی کی اپنی عورت کو طلاق دینے میں

فائدہ: اس حدیث سے بھی ظاہر یہی ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا اگرچہ معیوب وممنوع امر ہے بہرحال اگر کسی نے اسطرح اکٹھی طلاقیں دے دیں تو وہ واقع ہو جائینگی۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کی روایت کو امام دار قطنی نے اسطرح ذکر فرمایا ہے:

عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ مَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَقَدْ بَانَتْ مِنْهُ امْرَأَتُهُ وَعَصَى رَبَّهُ تَعَالٰى وَخَالَفَ السُّنَّةَ

(سنن دار قطنی صفحہ: ۳۲ جلد ۴)

جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے جو شخص اپنی بیوی کو (اکٹھی) تین طلاقیں دے گا تو بیشک اسکی بیوی اُس سے جدا ہو جائیگی اور اُس آدمی نے اپنے رب تعالیٰ کی نافرمانی اور سنت کی مخالفت کی۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِىْ عَيَّاشٍ الْاَنْصَارِىْ اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَاصِمِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ فَجَاءَ هُمَا مُحَمَّدُ بْنُ اَيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ فَقَالَ اِنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا فَمَاذَا تَرَيَانِ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ اِنَّ هٰذَا لَاَمْرٌ مَالَنَا فِيْهِ قَوْلٌ اِذْهَبْ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ فَاِنِّىْ تَرَكْتُهُمَا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا فَسْئَلْهُمَا ثُمَّ ائْتِنَا فَاَخْبِرْنَا فَذَهَبَ فَسَئَلَهُمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِاَبِىْ هُرَيْرَةَ اَفْتِهٖ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَقَدْ جَاءَ تْكَ مُعْضِلَةٌ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ الْوَاحِدَةُ تُبِيْنُهَا وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلُ ذٰلِكَ

(السنن الکبری صفحہ: ۳۳۵ جلد ۷)

معاویہ بن ابی عیاش انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن زبیر اور عاصم بن عمر (رضی اللہ عنہما) کیساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو ان دونوں کے پاس محمد بن ایاس آئے پس انہوں نے کہا کہ ایک دیہاتی آدمی نے اپنی بیوی کو خلوت سے پہلے تین طلاقیں دیدی ہیں آپ دونوں حضرات کی کیا رائے ہے تو جناب ابن زبیر نے فرمایا ہمیں اس بارے معلومات نہیں ہیں تم عبداللہ بن عباس اور ابوھریرہ رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ وہ دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہیں اور دونوں حضرات جو بتائیں ہمیں بھی بتا دینا تو محمد بن ایاس ان دونوں کے پاس گئے اور ان سے مسئلہ دریافت کیا تو حضرت عبداللہ بن عباس نے حضرت ابوھریرہ سے کہا کہ یہ ایک مشکل مسئلہ پیش آگیا ہے آپ ہی اسکے بارے میں فتویٰ دیں تو حضرت ابوھریرہ رضی

اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک طلاق تو عورت کو بائن (نکاح سے) الگ کر دے گی اور تین طلاقیں اُسے حرام کر دیں گی یہانتک کہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے بھی یہی فتویٰ دیا۔

بیان نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَيُّمَا رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ تَطْلِيْقَةً اَوْ عِنْدَ رَاْسِ كُلِّ شَهْرٍ تَطْلِيْقَةً اَوْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا جَمِيْعًا لَمْ تَحِلَّ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ.

(سنن دار قطنی صفحہ: ۳۱ جلد ۴)

(کہ) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا کہ جو آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے ہر طہر میں ایک ایک یا ہر ماہ کے شروع میں ایک ایک یا اکٹھی تین طلاقیں دیدے اُسکی بیوی حلال نہ ہوگی جب تک اس کے علاوہ کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ يَّسْتَفْتِىْ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا فَقَالَ عَطَاءٌ فَقُلْتُ اِنَّمَا طَلَاقُ الْبِكْرِ وَاحِدَةٌ

عطاء بن یسار سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کے پاس ایک شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کو صحبت سے پہلے تین طلاقیں

فَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اِنَّمَا اَنْتَ قَاصٍ اَلْوَاحِدَةُ تُبِيْنُهَا وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

(السنن الکبریٰ صفحہ: ۳۳۵ جلد ۷)

دے دیں فتویٰ لینے آیا عطاء کہتے ہیں کہ میں نے کہا غیر مدخولہ کی تو ایک ہی طلاق ہے تو حضرت عبداللہ ابن عمر نے فرمایا تم صرف قصہ گو ہو غیر مدخولہ ایک طلاق سے بائن اور تین طلاقوں سے حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ اس کے علاوہ کسی اور سے نکاح کرے یعنی ایک طلاق سے اسکا نکاح ختم ہو جائے گا البتہ اگر عورت راضی ہو تو عدت کے بعد نکاح دوبارہ ہو سکتا ہے اور تین طلاقوں کے بعد اس طرح جدا ہوگی کہ جب تک دوسرے سے نکاح نہ کرے اور یہ دوسرا شوہر اس سے لطف اندوز نہ ہولے پہلے کیلئے حلال نہ ہوگی۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

عَنِ الْحَكَمِ اَنَّ عَلِيًّا وَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَجْمَعِيْنَ قَالُوْا اِذَا طَلَّقَ الْبِكْرُ ثَلَاثًا فَجَمَعَهَا لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

(مصنف عبدالرزاق صفحہ: ۳۳۶ جلد ۶)

حکم سے روایت ہے کہ حضرت علی، عبداللہ ابن مسعود اور حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہم اجمعین نے فرمایا کہ غیر مدخولہ کو جب اکٹھی تین طلاقیں دی گئیں تو وہ شوہر کیلئے حلال نہیں ہوگی تاوقتیکہ وہ کسی اور مرد سے نکاح نہ کرلے

فتاویٰ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما:

حَدَّثَنَا سَعِيْدُ نَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِيْ مَنْ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا قَالَ لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَ كَانَ عُمَرُ اِذَا اُتِيَ بِرَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثَلَاثًا اَوْجَعَ ظَهْرَهُ

(سنن سعید ابن منصور القسم الاول من المجلد الثالث صفحہ ۲۶۰ رقم الحدیث: ۱۰۷۳)

وَقَالَ الْمُحَدِّثُ الْاَعْظَمِيُّ وَاَخْرَجَهُ الطَّحَاوِيُّ عَنْ صَالِحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْمُصَنِّفِ (ص: ۳۴ ج ۲)

حضرت شقیق حضرت انس بن مالک رضی اللہ سے اس شخص کے بارے جس نے اپنی بیوی کو دخول سے پہلے تین طلاق دیدیں روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا وہ عورت اُس شوہر کیلئے حلال نہ ہوگی تاوقتیکہ وہ دوسرے مرد سے نکاح نہ کرلے اور فرماتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب ایسا شخص لایا جاتا جس نے اکٹھی تین طلاقیں دی ہوتیں تو وہ اسکی پشت پر درے مارتے تھے۔

فتویٰ حضرت عمران بن حصین وابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ وَاقِعِ بْنِ سُبْحَانَ اَنَّ رَجُلًا اَتٰى عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثَلَاثًا وَهُوَ فِيْ مَجْلِسٍ قَالَ اَثِمَ بِرَبِّهِ وَحَرُمَتْ عَلَيْهِ امْرَاَتُهُ قَالَ فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِاَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حمید بن واقع نے خبر دی کہ ایک شخص حضرت عمران بن حصین کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ مسجد میں تھے اور اس نے کہا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک مجلس تین طلاقیں دیدی ہیں حضرت عمران نے فرمایا وہ اپنے رب کی نافرمانی کی بناء پر گناہ گار ہوا اور

يُرِيدُ بِذٰلِكَ عَيْبَهُ فَقَالَ اَلَا تَرٰى اِنَّ عِمْرَانَ ابْنَ حُصَيْنٍ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى اَكْثَرَ اللّٰهُ فِيْنَا مِثْلَ اَبِیْ نَجِيْدٍ

(السنن الکبریٰ صفحہ:۳۳۲ جلد ۷)

اس کی عورت اس پر حرام ہوگئی یہ شخص انکے پاس سے حضرت ابوموسیٰ اشعری کی خدمت میں آیا اور بطور شکایت کہا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ عمران نے یہ کیسا فتویٰ دیا ہے یہ سن کر حضرت ابوموسیٰ اشعری نے (حضرت عمران کی تصویب کرتے ہوئے) فرمایا ہمارے اندر ابونجید عمران ابن حصین جیسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ کثرت فرمائے

فتویٰ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ وَاَنَا شَاهِدٌ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهُ مِائَةً قَالَ ثَلَاثٌ تُحَرِّمُ وَسَبْعٌ وَّتِسْعُوْنَ فَضْلٌ.

(السنن الکبریٰ صفحہ:۳۳۶ جلد ۷)

طارق ابن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے قیس بن ابی حازم کو بیان کرتے ہوئے سُنا کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہ بن شعبہ سے میری موجودگی میں سوال کیا کہ ایک مرد نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیدی ہیں حضرت مغیرہ بن شعبہ نے فرمایا تین طلاقوں نے حرام کر دیا اور ستانوے (۹۷) فاضل ورائیگاں ہیں۔

علامہ شعبی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِیْ فِی الرَّجُلِ يُطَلِّقُ اِمْرَاَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا قَالَ لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ:۲۳ جلد ۵)

حضرت عاصم امام شعبی علیہ الرحمہ سے اس شخص کے بارے جس نے دخول سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا وہ عورت اُس شوہر کیلئے حلال نہ ہوگی جب تک اسکے علاوہ کسی اور شوہر سے نکاح نہ کرے۔

حضرت ابوھریرہ وحضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنھم کا فتویٰ:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ فِی الرَّجُلِ يُطَلِّقُ اِمْرَاَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا قَالُوْا لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ:۲۳ جلد ۵)

یعنی حضرت ابوھریرہ حضرت ابن عباس اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھم اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کو دخول سے پہلے تین طلاقیں دیدیں فرماتے ہیں کہ وہ عورت اُس شوہر کیلئے حلال نہ ہوگی جب تک وہ اسکے علاوہ اور شوہر سے نکاح نہ کرلے۔

سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا فیصلہ:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اُمَّ سَلَمَةَ سُئِلَتْ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا فَقَالَتْ لَا تَحِلُّ لَهُ

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ:۲۲ جلد ۵)

حضرت جابر کہتے ہیں کہ اس شخص کے متعلق جس نے صحبت سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی تھیں میں نے حضرت ام سلمہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ وہ عورت اُس شوہر کیلئے حلال نہیں

اکابر علماءِ اُمت کا مسلک:

علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری: لکھتے ہیں۔

وَمَذْهَبُ جَمَاهِيْرِ الْعُلَمَاءِ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْهُمُ الْاَوْزَاعِىُّ وَالنَّخْعِىُّ وَالثَّوْرِىُّ وَاَبُوْ حَنِيْفَةَ وَاَصْحَابُهٗ وَمَالِكٌ وَاَصْحَابُهٗ وَالشَّافِعِىُّ وَاَصْحَابُهٗ وَاَحْمَدُ وَاَصْحَابُهٗ وَاِسْحَاقُ وَاَبُوْ ثَوْرٍ وَاَبُوْ عُبَيْدٍ وَّآخَرُوْنَ كَثِيْرُوْنَ عَلٰى اَنَّ مَنْ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا وَقَعْنَ وَلٰكِنَّهٗ يَاْثَمُ وَقَالُوْا مَنْ خَالَفَ فِيْهِ فَهُوَ شَاذٌّ مُخَالِفٌ لِاَهْلِ السُّنَّةِ وَاِنَّمَا تَعَلَّقَ بِهٖ اَهْلُ الْبِدَعِ وَمَنْ لَا يُلْتَفَتُ اِلَيْهِ لِشُذُوْذِهٖ عَنِ الْجَمَاعَةِ

(عمدۃ القاری صفحہ: ۲۳۳ جلد ۲۰)

تابعین اور انکے بعد کے جمہور علماء جن میں امام اوزاعی امام نخعی امام ثوری امام ابوحنیفہ اور انکے اصحاب امام مالک اور انکے اصحاب امام شافعی اور انکے اصحاب امام احمد اور انکے اصحاب امام اسحاق بن راھویہ امام ثور امام ابو عبید ورحمۃ اللہ علیھم وغیرہ دیگر بہت سارے ائمہ کا یہی مذھب ہے کہ تین طلاقیں تین ہی ہونگی البتہ اس طرح طلاق دینے والا گنہگار ہوگا جمہور کہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں جس نے مخالفت کی وہ شاذ اور مخالف اہل سنت ہے اس نے اس مسئلہ میں اہل بدعت اور ایسے لوگوں کی پیروی کی ہے جو جماعت مسلمین سے کٹ جانے کی وجہ قابل التفات نہیں ہیں

معروف مفسرِ قرآن امام صادی علیہ الرحمہ: آیت طلاق کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وَالْمَعْنٰى فَاِنْ ثَبَتَ طَلَاقُهَا ثَلَاثًا فِىْ مَرَّةٍ اَوْ مَرَّاتٍ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ (الخ) كَمَا اِذَا قَالَ

اور معنی آیت کا یہ ہے کہ اگر تین طلاقیں ثابت ہو جائیں خواہ ایک دم ہوں یا الگ الگ تو عورت

لَهَا اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا اَوِ الْبَتَّةَ وَهٰذَا هُوَ الْمُجْمَعُ عَلَيْهِ وَاَمَّا الْقَوْلُ بِاَنَّ الطَّلَاقَ الثَّلَاثَ فِىْ مَرَّةٍ وَّاحِدَةٍ لَا يَقَعُ اِلَّا طَلْقَةً فَلَمْ يُعْرَفْ اِلَّا لِابْنِ تَيْمِيَّةَ مِنَ الْحَنَابِلَةِ وَقَدْ رَدَّ عَلَيْهِ اَئِمَّةُ مَذْهَبِهٖ حَتّٰى قَالَ الْعُلَمَاءُ اِنَّهُ الضَّالُّ الْمُضِلُّ وَنِسْبَتُهَا اِلَى الْاِمَامِ اَشْهَبَ مِنْ اَئِمَّةِ الْمَالِكِيَّةِ بَاطِلَةٌ.

(صاوی علی الجلالین صفحہ: ۱۳۳ جلد ۱)

حلال نہ رہے گی جیسا کہ جب کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو تین ہی واقع ہوں گی یہ وہ مسئلہ ہے جس پر سب کا اجماع ہے اور یہ قول کہ ایک دم دی ہوئی تین طلاق سے ایک ہی واقع ہوتی ہے یہ سوائے ابن تیمیہ حنبلی کے اور کسی سے معروف نہیں ہے اور بے شک ابن تیمیہ کی اس بات کا خود اس کے مذھب کے اماموں نے رد کیا ہے۔ یہاں تک کہ علماء کرام نے فرمایا کہ ابن تیمیہ خود بھی گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے اور اس مسئلہ کی نسبت امام اشہب مالکی کی طرف کرنا باطل ہے۔

مفسرِ قرآن محمد الامین بن محمد المختار الشنقیطی:

اپنی تفسیر میں محدث ابن العربی المالکی کا بیان نقل کرتے ہیں:

وَغَوٰى قَوْمٌ مِنْ اَهْلِ الْمَسَائِلِ فَتَتَبَّعُوا الْاَهْوَاءَ الْمُبْتَدِعَةَ فِيْهِ وَقَالُوْا اِنَّ قَوْلَ اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا كَذِبٌ لِاَنَّهٗ لَمْ يُطَلِّقْ ثَلَاثًا كَمَا لَوْ قَالَ طَلَّقْتُ ثَلَاثًا وَلَمْ يُطَلِّقْ اِلَّا

اہل مسائل میں سے ایک قوم بھٹک گئی اور اس مسئلہ میں بدعتیوں کی ہوا نفسانی کی پیروی کرتے ہوئے وہ کہتی ہے کہ انت طالق ثلاثا (تجھ پر تین طلاق ہے) جھوٹ ہے کیونکہ

وَاحِدَةً وَلَقَدْ طُفْتُ فِي الْآفَاقِ وَلَقِيْتُ مِنْ عُلَمَاءِ الْإِسْلَامِ وَاَرْبَابِ الْمَذَاهِبِ فَمَا سَمِعْتُ لِهٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ بِخَبَرٍ وَلَا اَحْسَسْتُ لَهَا بِاَثَرٍ اِلَّا الشِّيْعَةَ الَّذِيْنَ يَرَوْنَ نِكَاحَ الْمُتْعَةِ جَائِزًا وَلَا يَرَوْنَ الطَّلَاقَ وَاقِعًا وَقَدْ اتَّفَقَ عُلَمَاءُ الْإِسْلَامِ وَاَرْبَابُ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ فِي الْاَحْكَامِ عَلٰى اَنَّ الطَّلَاقَ الثَّلَاثَ فِي كَلِمَةٍ وَاِنْ كَانَ حَرَامًا فِي قَوْلِ بَعْضِهِمْ وَبِدْعَةً فِي قَوْلِ الْآخَرِيْنَ لَازِمٌ وَمَا نَسَبُوْهُ اِلَى الصَّحَابَةِ كِذْبٌ لَا اَصْلَ لَهُ فِي كِتَابٍ وَلَا رِوَايَةَ لَهُ عَنْ اَحَدٍ

(اضواء البیان بحذف یسیر صفحہ: ۱۳۶ جلد ۱)

اس نے تین طلاقیں نہیں دی ہیں جس طرح سے اس کا یہ کہنا غلط ہے کہ طلقت ثلاثا (میں نے تین طلاقیں دیں) حالانکہ اس نے ایک طلاق دی ہے میں نے اطراف عالم کی خوب سیر کی اور علماء اسلام وارباب مذاہب سے ملاقاتیں کیں اس مسئلہ سے متعلق میں نے نہ کوئی خبر سنی اور نہ کسی اثر کا مجھے علم ہوا البتہ صرف شیعہ متعہ کو جائز اور تین طلاقوں کو غیر واقع کہتے ہیں۔ جبکہ علماء اسلام اور معتمد فقہاء امت متفق ہیں کہ ایک کلمہ کی تین طلاقیں (اگرچہ بعض کے نزدیک حرام اور بعض کے نزدیک بدعت ہے) لازم ہیں اور جن لوگوں نے اس قسم کی تین طلاقوں کے واقع نہ ہونے کے قول کو صحابہ کی جانب منسوب کیا ہے یہ خالصتاً جھوٹ ہے جس کی کوئی اصل کسی کتاب میں نہیں ہے اور نہ ہی کسی صحابی سے کوئی روایت ہے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی المالکی: لکھتے ہیں۔

قَالَ عُلَمَاءُ نَا وَاتَّفَقَ اَئِمَّةُ الْفَتْوٰى عَلٰى

ہمارے علماء کا قول ہے کہ مالکی ائمہ فتویٰ متفق

لُزُوْمِ اِيْقَاعِ الثَّلَاثِ فِي كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ وَهُوَ قَوْلُ جُمْهُوْرِ السَّلَفِ وَشَذَّ طَاؤُسٌ وَبَعْضُ اَهْلِ الظَّاهِرِ اِلٰى اَنَّ طَلَاقَ الثَّلَاثِ فِي كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ يَقَعُ وَاحِدَةً وَيُرْوٰى هٰذَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ وَالْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ وَقِيْلَ عَنْهُمَا لَا يَلْزَمُ مِنْهُ شَيْءٌ وَهُوَ قَوْلُ مُقَاتِلٍ وَيُحْكٰى عَنْ دَاؤُدَ اَنَّهُ قَالَ لَا يَقَعُ وَالْمَشْهُوْرُ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ وَجُمْهُوْرِ السَّلَفِ وَالْاَئِمَّةِ اَنَّهُ لَازِمٌ وَاقِعٌ ثَلَاثًا وَلَا فَرْقَ بَيْنَ اَنْ يُوْقِعَ ثَلَاثًا مُجْتَمِعَةً فِي كَلِمَةٍ اَوْ مُتَفَرِّقَةً فِي كَلِمَاتٍ.

(تفسیر القرطبی صفحہ: ۱۲۹ جلد ۳)

ہیں کہ ایک کلمہ کی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوں گی اور اسی کے جمہور سلف قائل ہیں طاؤس اور بعض اہل ظاہر اس قول شاذ کے قائل ہیں کہ ایک کلمہ کی تین طلاقیں ایک ہوں گی محمد ابن اسحاق امام مغازی اور حجاج بن ارطاۃ کی جانب بھی اس قول کو منسوب کیا گیا ہے اور ان دونوں کی جانب یہ منسوب ہے کہ ایک طلاق بھی واقع نہیں ہوگی یہی مقاتل کا قول ہے اور امام داؤد ظاہری کی جانب بھی اس قول کی نسبت کی گئی ہے اور مشہور روایت حجاج بن ارطاۃ سے اور جمہور سے یہی ہے کہ تین ہی لازم ہوں گی۔

چنانچہ امام ابن الہمام الحنفی: لکھتے ہیں۔

وَذَهَبَ جُمْهُوْرُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ اَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى اَنَّهُ يَقَعُ ثَلَاثًا فَاِجْمَاعُهُمْ ظَاهِرٌ فَاِنَّهُ لَمْ يُنْقَلْ عَنْ اَحَدٍ مِنْهُمْ اَنَّهُ خَالَفَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ اَمْضَى الثَّلَاثَ

جمہور صحابہ کرام وتابعین رضوان اللہ علیہم کا اسی پر اجماع ہے کہ حضرات صحابہ کا اجماع ظاہر ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کہ تین طلاقیں تین ہی ہیں کی کسی صحابی سے مخالفت منقول نہیں۔ (فتح القدیر صفحہ: ۳۳۰ جلد ۳)

نوٹ:

بعض غیر مقلد علماء نے جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے برحق فیصلہ کہ اگر کسی نے بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں تو تینوں ہی واقع ہونگی'' کو بطور تعزیر ایک آرڈیننس قرار دیا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس طریق کار کو عام مسلمانوں نے تسلیم نہیں کیا تھا صرف تیرہ افراد نے اس کو تسلیم کیا تھا اور وہ بھی خلیفہ وقت کے گورنر تھے۔ (روزنامہ اخبار مشرق کلکتہ: ۱۶ ستمبر ۱۹۹۳ء)

سردارِ اہلحدیث میر ابراہیم سیالکوٹی کا نعرۂ حق:

مذکور مذموم جسارت کی طرح ماضی میں جب جناب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فیصلے کے بارے میں کسی بے ادب نے نازیبا کلمات لکھنے کی جرأت کی تو اس کی تردید میں جماعت اہلحدیث (غیر مقلدین) کے ایک متبحر و نامور عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی نے ایک مضمون سپردِ قلم کیا تھا جس میں لکھتے ہیں حضرت عمر کی نسبت یہ تصور دلانا کہ انھوں نے (معاذ اللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو بدل ڈالا بہت بھاری جرأت ہے واللہ اس عبارت کو نقل کرتے وقت ہمارا دل دہل گیا اور حیرانی طاری ہوگئی کہ ایک شخص جو خود مسئلے کی حقیقت کو نہیں سمجھا وہ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ خیال رکھتا ہے کہ وہ سنت کے بدلنے میں اس قدر جری تھا استغفر اللہ ثم استغفر اللہ چند سطروں کے بعد مولانا سیالکوٹی لکھتے ہیں یہ نہ سوچا کہ اگر حضرات شیعہ کسی وقت آپ کا یہ پرچہ پیش کر کے سوال کو پلٹ کر یوں کہہ دیں کہ آپ کے خلیفہ نے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بدل ڈالا سنت صدیقی کے بھی خلاف کیا اور خود بھی

دو تین سال تک اسی سنت مستمرہ پر عمل کرتے رہے پھر اپنے بھی خلاف کیا اور ان زمانوں میں جس قدر صحابہ تھے ان سب کے خلاف کیا گویا خلاف قرآن کیا خلاف حدیث کیا اور خلاف اجماع صحابہ کیا ان تین دلیلوں کے بعد آپ کے پاس کون سی دلیل تھی جس سے آپ کو ان کے خلاف کرنا جائز ہوا یا تو دلیل لائیے یا خلیفہ کی مداخلت فی الدین اور معاذ اللہ تحریف و تبدیل دین مانیے تو اس کے جواب میں کیا کہہ سکیں گے اللہ اکبر اہل سنت و اہل حدیث ہو کر اور خلافت فاروقی کو حق مان کر اس قدر جرأت اعاذنا اللہ منهما)

(ماخوذ) (اخبار اہل حدیث ۱۵ نومبر ۱۹۲۹ء بحوالہ الازہار المربوعہ صفحہ: ۱۳۲-۱۳۳)

حضرت علامہ نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي مَنْ قَالَ لِامْرَاَتِهٖ اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا فَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَ مَالِكٌ وَاَبُوْ حَنِيْفَةَ وَاَحْمَدُ وَجَمَاهِيْرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ يَقَعُ الثَّلٰثُ

(نووی شرح مسلم شریف صفحہ: ۴۷۸ جلد ۱)

اور بیشک علماء نے اس شخص کے بارے میں اختلاف کیا ہے جو اپنی بیوی سے کہے تجھے تین طلاقیں ہیں امام شافعی، امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام احمد اور جمہور علماء سلف و خلف فرماتے ہیں کہ تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

علامہ سندھی لکھتے ہیں۔

لَمَّا كَانَ الْجُمْهُوْرُ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ عَلٰى وُقُوْعِ الثَّلٰثِ دَفْعَةً.

یعنی پہلے پچھلے جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ یکبارگی تینوں طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔

(حاشیہ سندھی علی النسائی صفحہ: ۱۰۰ جلد ۲)

حضرت امام حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

فَالرَّاجِحُ فِی الْمَوْضِعَیْنِ تَحْرِیْمُ الْمُتْعَةِ وَاِیْقَاعُ الثَّلَاثِ لِلْاِجْمَاعِ الَّذِیْ اِنْعَقَدَ فِیْ عَهْدِ عُمَرَ عَلٰی ذٰلِکَ وَلَایُحْفَظُ اَنَّ اَحَدًا فِیْ عَهْدِ عُمَرَ خَالَفَهٗ فِیْ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا وَقَدْدَلَّ اِجْمَاعُهُمْ عَلٰی وُجُوْدِ نَاسِخٍ وَاِنْ کَانَ خَفِیُّ عَنْ بَعْضِهِمْ قَبْلَ ذٰلِکَ حَتّٰی ظَهَرَ لِجَمِیْعِهِمْ فِیْ عَهْدِ عُمَرَ فَالْمُخَالِفُ بَعْدَ هٰذَا الْاِجْمَاعِ مُنَابِذٌلَهٗ وَالْجُمْهُوْرُ عَلٰی عَدَمِ اِعْتِبَارِ مَنْ اَحْدَثَ الْاِخْتِلَافَ بَعْدَ الْاِتِّفَاقِ

(فتح الباری صفحہ:۲۹۹ جلد:۹)

پس راجح ان دونوں جگہوں میں متعہ کا حرام ہونا اور اکٹھی تین طلاقوں کا تین ہی ہونا ہے۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں اس پر اجماع ہو چکا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کسی نے ان دونوں مسئلوں میں اختلاف کیا ہو صحیح روایت سے ثابت نہیں اور حضرات صحابہ کا اجماع بذاتِ خود ناسخ کے وجود کو بتا رہا ہے۔ اگرچہ یہ نسخ اجماع سے پہلے بعض حضرات پر مخفی رہا۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سب پر روشن ہو گیا۔ لہٰذا اس اجماع کے بعد اس کی مخالفت کرنے والا اجماع کو پسِ پشت ڈالنے والا ہے۔ اور جمہور کا اتفاق ہے کہ کسی مسئلہ پر اتفاق و اجماع ہو جانے کے بعد اس میں اختلاف پیدا کرنے والے کا قول غیر معتبر اور مردود ہے۔

علامہ احمد قسطلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وَبِاَنَّهٗ مَذْهَبٌ شَاذٌّ فَلَایُعْمَلُ بِهٖ اِذْ هُوَ مُنْکَرٌ (ارشاد الساری صفحہ:۱۶ جلد:۱۲)

یہ مذہب شاذ و منکر ہے اس پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وَمَنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا فِیْ لَفْظٍ وَاحِدٍ فَقَدْ جَهِلَ وَحَرُمَتْ عَلَیْهِ زَوْجَتُهٗ وَلَاتَحِلُّ لَهٗ اَبَدًا حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ

(کتاب الصلوۃ صفحہ:۴۷)

اور جس آدمی نے ایک ہی لفظ میں تین طلاق دیں بیشک اس نے جہالت کا مظاہرہ کیا اور اس پر اسکی بیوی ہمیشہ کیلئے حرام ہو گئی اور اسکے لیے وہ کبھی حلال نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ وہ کسی اور مرد سے نکاح نہ کرے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اگر شوہر نے غصے کی حالت میں اپنی بیوی کو ایک طلاق دی مگر بے ہوش نہ تھا۔ تو وہ طلاق واقع ہو گئی لیکن جائز ہے کہ وہ پھر اُس عورت کے ساتھ نکاح کرے اور اگر دو طلاق دی تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر تین طلاق دیدے خواہ ایک دفعہ تین طلاق دے خواہ متفرق تین طلاق دے تو اس صورت میں جائز نہیں ہے۔ کہ وہ اس عورت کے ساتھ پھر نکاح کرے جب تک حلالہ نہ کیا جائے حلالہ سے مراد یہ ہے کہ وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کرے اور اسکا دوسرا شوہر اس کے ساتھ جماع کرے اور اسکے بعد طلاق دے تو اس طلاق کی عدت گذر جانے کے بعد جائز ہوگا کہ پہلا شوہر اسکے ساتھ پھر نکاح کرے اور یہ بلا حلالہ کے جائز نہیں کہ پہلا شوہر اسکے ساتھ پھر نکاح کرے۔ (فتاوٰی عزیزی صفحہ:۵۵۷)

علامہ صاحبزادہ صاحب افغانی ایک سوال کے جواب میں رقم طراز ہیں:

سوال:

شخصے کنیزک دیگر آدمی را بہ نکاح آوردہ بود چند سال باوے یکجا بود ارادۃ اللہ طلقات ثلاثہ از زبانش بیرون شد ند الحال ہردو بہ تحلیل کہ عبارت از زوج آخر است۔ شنی نمی شوند۔ می دانند اگر مالک کنیز جاریہ را بطور ہبہ بآن شخص بہ بخشد بملک یمین اوروطیش جائز می شود یا نہ بینوا توجروا۔

ایک شخص نے دوسرے آدمی کی باندی سے نکاح کیا چند سال وہ اکٹھے رہے تقدیر الٰہی شوہر کی زبان سے تین طلاق کا لفظ نکل گیا اب وہ بذریعہ حلالہ (شرعیہ) دوبارہ حلت کے لئے راضی نہیں ہوتے اور شرم محسوس کرتے ہیں۔ (کیا) اگر مالک کنیز اُس شخص کو ہبہ کردے تو اس آدمی کیلئے کنیز کے ساتھ ملکِ یمین کے طور پر وطی جائز ہوگی یا نہ

جواب:

حسب الشرع الشریف ظاهر وباهر مبانه بالثلاث بغیر تحلیل بر آن است که این شخص حلال نمی گردد نه بنکاح ونه بملک یمین قال الله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاغیره ای حلال نمی شود بروی بهیچ وجهی نه بنکاح ونه بملک یمین تاکه نکاح کند زوج دیگر را۔

شرع شریف اس بارے ظاہر ہے۔ کہ یہ مطلقہ ثلثہ بائنہ حلالہ کے بغیر اُس شخص کیلئے حلال نہیں ہے۔ نہ ہی نکاح کے ساتھ اور نہ ہی ملکِ یمین کیساتھ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ پھر اگر تیسری طلاق اُسے دی تو اب وہ اپنے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے، یعنی وہ عورت پہلے شوہر کیلئے کسی طور پر حلال نہ ہوگی نہ نکاح کے ذریعے اور نہ ہی ملکِ یمین کیساتھ جب تک دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح نہ کرے۔

حکومت وعدالت سعودیہ کا فیصلہ:

غیر مقلدین کی سرپرست سعودی حکومت کا حکم جو کہ عدالتوں کے ذریعے نافذ ہے یہ ہے کہ ''ایک لفظ سے دی گئی تین طلاقیں بھی تین ہی ہیں۔
(حکم الطلاق الثلاث بلفظ واحد) بحوالہ احسن الفتاویٰ صفحہ: ۲۲۵ جلد ۵ ملاحظہ ہو''

تین طلاقوں کے واقع ہونے پر اس مختصر بحث کے بعد اب ہم ان دلائل کا جائزہ لیتے ہیں۔ جن کی بنیاد پر غیر مقلدین علماء تین طلاقوں کو ایک ہی قرار دے کر لوگوں کو حرام کاری میں مبتلا کرتے ہیں اور ناجائز توالد وتناسل کا سبب بنتے ہیں۔

دلیلِ غیر مقلد نمبر ۱: طاؤس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں

قَالَ كَانَ الطَّلَاقُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ اِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوْا فِيْ اَمْرٍ كَانَتْ لَهُمْ فِيْهِ اَنَاةٌ فلو امضيناه عليهم فامضاه عليهم.
(مسند احمد صفحہ ۳۱۴ ج ۱، صحیح مسلم صفحہ ۴۷۷ جلد ۱، مستدرک صفحہ: ۱۹۶ جلد ۲، سنن الکبریٰ صفحہ ۳۳۶ جلد ۷)

آپ نے فرمایا کہ رسول ﷺ کے زمانے حضرت ابوبکر کے دور خلافت اور حضرت عمر کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں جو شخص بیک وقت تین طلاقیں دے دیتا اسکو ایک طلاق شمار کیا جاتا تھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں نے اس کام میں عجلت شروع کردی ہے جس میں اُن کے لیے مہلت تھی۔ تو اگر ہم بیک وقت دی گئی تین طلاقوں

کو نافذ کر دیں تو بہتر ہوگا۔ پھر انہوں نے تین

طلاقوں کو نافذ کرنے کا حکم دیا۔

غیر مقلد علماء کے دامنِ تحقیق میں یہ سب سے قوی اور مضبوط دلیل ہے۔ مگر انشاء اللہ ابھی آپ دیکھیں گے کہ ان کے دعوٰی پر یہ کتنی کمزور وضعیف دلیل ہے۔

جواب نمبر ا:

اس روایت سے معلوم ہوا کہ مذکورہ ادوار مبارکہ میں لوگ تین طلاق دیا کرتے تھے اور یہ تین طلاقیں ایک طلاق کے حکم میں شمار ہوتی تھیں الفاظ حدیث سے یہ بات واضح نہیں ہوتی کہ تین طلاق کو ایک طلاق قرار دینے کا حکم مدخولہ کے بارے میں تھا یا غیر مدخولہ کے بارے میں جہاں تک غیر مدخول بھا کا تعلق ہے۔ تو بلاشبہ وہ ایک ہی طلاق سے نکاح سے نکل جاتی ہے۔ دوسری اور تیسری کے لیے وہ محلِ طلاق ہی نہیں رہتی۔

رہی بات مدخول بھا کی تو اسے جب ایک ہی لفظ کے ساتھ یا الگ الگ الفاظ کیساتھ تین طلاقیں دی گئیں تو تینوں ہی واقع ہو جائیں گی، جیسا کہ آپ گذشتہ صفحات پر بخوبی ملاحظہ فرما چکے۔ لھذا یہ حدیث مجمل ہے جسکی تفصیل کیلئے دوسری روایات موجود ہیں۔ طاؤس سے مروی دوسری روایت میں ایک نام ابا صہبا بھی ہے

نمبر ۲: امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے اس روایت کو رد فرمایا ہے علامہ عینی نے اسے منسوخ کہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو نہیں لیا۔ اور اسکے منسوخ ہونے کے بارے امام عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ "کہ امام طحاوی نے بھی

حدیث ابن عباس کا جو جواب دیا ہے اس کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے اور انکی دلیل یہ ہے کہ جب امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں باقاعدہ یہ قانون بنادیا کہ ایک دم دی ہوئی تین طلاقیں تین ہی ہوں گی اور کسی ایک صحابی کا بھی اسکے خلاف آواز بلند نہ کرنا اور سب کا اس پر عمل کرنا یہ سب سے بڑی دلیلِ نسخ ہے۔

چنانچہ علامہ عینی فرماتے ہیں۔

وَخَاطَبَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بِذٰلِکَ النَّاسَ الَّذِیْنَ قَدْ عَلِمُوْا مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذٰلِکَ فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمْ یُنْکِرْ عَلَیْہِ مِنْھُمْ مُنْکِرٌ وَلَمْ یَدْفَعْہُ دَافِعٌ فَکَانَ ذٰلِکَ اَکْبَرُ الْحُجَجِ فِیْ نَسْخِ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذٰلِکَ

عمدۃ القاری ص:۲۳۳ ج:۲۰

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے اس مسئلہ کے وقت وہ لوگ تھے جو بلاشبہ خوب جانتے تھے جو اس مسئلہ میں پہلے گذر چکا تھا نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں تو ان میں سے کسی انکار کرنے والے نے اس پر انکار نہ کیا اور نہ ہی کسی نے اسکو کسی دلیل سے باطل کیا (حالانکہ وہ صحابہ شرعی مسئلہ میں خاموش رہنے والے نہ تھے) تو یہ سب سے بڑی دلیل وحجت ہوگئی اسکے منسوخ ہونے میں۔

اور یہی امام آگے فرماتے ہیں۔

فَاِنْ قُلْتَ مَاوَجْہُ ھٰذَا النَّسْخِ وَعُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَایَنْسَخُ وَکَیْفَ یَکُوْنُ النَّسْخُ بَعْدَ

اگر تم کہو کہ اس حدیث کے منسوخ ہونے کی وجہ کیا ہے حالانکہ حضرت عمر منسوخ نہیں کرسکتے

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ؟ قُلْتُ لَمَّا خَاطَبَ عُمَرُ الصَّحَابَةَ بِذٰلِکَ فَلَمْ یَقَعْ اِنْکَارٌ صَارَ اِجْمَاعًا

(عمدۃ القاری صفحہ:۲۳۳ جلد۲۰)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی چیز کیسے منسوخ ہو سکتی ہے؟ تو میں کہتا ہوں کہ جب حضرت عمر نے صحابہ کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کیا تو کسی صحابی سے انکار واقع نہ ہونے سے یہ مسئلہ صحابہ کا اجماعی مسئلہ ہو گیا۔

مشہور مفسر علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

وَمَاذُکِرَ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْهِ دَلَالَةٌ عَلٰی اَنَّ الْحَدِیْثَ مَنْسُوْخٌ فَاِنَّ اِمْضَاءَ عُمَرَ الثَّلَاثَ بِمَحْضَرٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَ تَقَرَّرَ الْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِکَ یَدُلُّ عَلٰی ثُبُوْتِ النَّاسِخِ عِنْدَهُمْ وَاِنْ کَانَ قَدْ خَفِیَ ذٰلِکَ قَبْلَهٗ فِیْ خِلَافَةِ اَبِیْ بَکْرٍ وَقَدْ صَحَّ فَتْوَی ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰی خِلَافِ مَارَوَاهُ.

(تفسیر مظہری جلد ا صفحہ:۳۰۲)

اور جو ابن عباس کی حدیث ذکر کی جاتی ہے اس میں اس امر کی دلیل ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے۔ کیونکہ حضرت عمر کا بہت سے صحابہ کے سامنے تین طلاقوں کا جاری اور مقرر فرمانا اور اسی امر پر عمل درآمد ہونا ان کے نزدیک ثبوت ناسخ پر دلالت کرتا ہے۔ اگرچہ یہ مسئلہ حضرت عمر سے پہلے حضرت ابوبکر کی خلافت میں پوشیدہ رہا تو ابن عباس نے جو یہ روایت کی ہے خود اسکے خلاف ان کا فتوی صحیح طور پر ثابت ہے

علامہ امام نووی فرماتے ہیں:۔

(فَاِنْ قِیْلَ) فَقَدْ یَجْمَعُ الصَّحَابَةُ عَلَی النَّسْخِ فَیُقْبَلُ ذٰلِکَ مِنْهُمْ (قُلْنَا) اِنَّمَا

پس اگر یہ کہا جائے کہ بے شک صحابہ جس حدیث کے منسوخ ہونے پر جمع ہو جائیں تو ان سے

قبلُ ذٰلِکَ لِاَنَّهٗ یُسْتَدَلُّ بِاِجْمَاعِهِمْ علی نَاسِخٍ وَاَمَّا اَنَّهُمْ یَنْسَخُوْنَ مِنْ تِلْقَاءِ انفسِهِمْ فَمَعَاذَ اللّٰهِ لِاَنَّهٗ اِجْمَاعٌ عَلَی الْخَطَاءِ وَهُمْ مَعْصُوْمُوْنَ مِنْ ذٰلِکَ

(نووی علی مسلم صفحہ:۴۷۸ جلد ا)

وہ قبول کر لی جائے گا۔ اس لیے کہ ان کا اجماع ہی حدیث کے منسوخ ہونے پر دلیل ہے۔ اور یہ (خیال) کہ صحابہ کرام اپنی طرف سے ہی بغیر کسی قوی دلیل کے حدیث کو منسوخ کرتے تھے تو معاذ اللہ کیونکہ وہ اس سے معصوم ہیں۔ کہ ان کا اجماع خطاء پر ہو۔

امام جصاص رازی نے اس روایت کے بارے میں فرمایا کہ یہ منکر ہے۔
اسی طرح ابن عبد البر نے روایت طاؤس کو وہم اور غلط سے تعبیر کیا۔

(ضواء المصابیح بحوالہ قرطبی)

امام جصاص جناب طاؤس کے بارے میں فرماتے ہیں۔

وَکَانَ کَثِیْرَ الْخَطَاءِ مَعَ جَلَالَتِهٖ وَفَضْلِهٖ وَصَلَاحِهٖ یَرْوِیْ اَشْیَاءَ مُنْکَرَةً مِنْهَا اَنَّهٗ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا کَانَتْ وَاحِدَةً وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ عَدَدَ النُّجُوْمِ بَانَتْ مِنْهُ بِثَلَاثٍ

(احکام القرآن صفحہ:۳۶۸ جلد ا)

طاؤس اپنی بزرگی اور فضل و اصلاح کے باوجود غلطیاں کرنے والے تھے اور کئی منکر چیزیں انہوں نے روایت کی تھیں۔ انہیں میں سے یہ روایت کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی عورت کو تین طلاق دے وہ ایک ہی ہوگی حالانکہ حضرت ابن عباس سے کئی طریقوں سے مروی ہے۔ کہ جو شخص اپنی عورت کو ستاروں کی تعداد کے مطابق طلاق

دیدے وہ اس سے تین سے بائن ہوجائیگی

اسی طرح ایوب طاؤس کی کثرت خطا پر تعجب کرتے تھے اور ابن ابی نجیح نے طاؤس کے بارے میں ذکر کیا کہ اس نے کہا (خلع) طلاق نہیں ہے۔ اہل مکہ نے اس پر انکار کیا تو اس نے کچھ لوگوں کو جمع کیا اور ان سے معذرت کی اور کہا کہ میں نے ابن عباس سے ایسا سنا ہے

ابو الصہباء:۔ امام نسائی اسے ضعیف کہتے ہیں۔ بیہقی نے فرمایا کہ اس حدیث میں ابو الصہباء کا اپنی طرف سے دخل ہے اور صاحب الجوھر النقی نے فرمایا کہ تکلموا فیہ یعنی ابو الصہباء کے بارے محدثین کا اعتراض ہے۔

ملاحظہ ہو (الجوھر النقی فی ذیل السنن الکبریٰ صفحہ: ٣٢٧ تا ٣٣٠ جلد ٧، تہذیب التہذیب جلد ٤ صفحہ: ٤٣٩)

دلیلِ غیر مقلد نمبر٢: بحوالہ تفسیر کبیر جلد ٨ صفحہ: ١٥٨، قولہ بکل کتب حدیث وتفسیر میں بطرق متعددہ لکھا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب اپنی بی بی کو حیض میں بنا بر بعض روایات تین اکٹھی طلاقیں دیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لاشیئی قرار دیں اور فرمایا کہ مَا ھٰکَذَا اَمَرَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّمَا السُّنَّۃُ اَنْ تَسْتَقْبِلَ الطُّھْرَ اِسْتِقْبَالًا وَتُطَلِّقُھَا بِکُلِّ قُرْءٍ تَطْلِیْقَۃً یعنی اے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ تعالیٰ نے تجھے اس طرح طلاق دینے کا امر نہیں فرمایا ہے۔ سو اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے طریقہ طلاق کا اس طرح بتایا ہے۔ کہ تو طہر کا انتظار کرتا رہ اور تو اپنی بی بی کو ہر ایک طلاق شروع طہر میں دیوے اس طرح کہ ہر ایک طہر کے شروع میں صرف ایک طلاق دیوے۔

جواب: بقلم شیخ الاسلام خواجہ پیر قمر الدین صاحب سیالوی علیہ الرحمۃ:

اس دلیل کے پیش کرتے وقت اہل علم نے خیال فرمالیا ہوگا۔ کہ اس کے پائے چوراہے میں کس طرح لڑکھڑا رہے تھے۔ اور بنا بر بعض روایات کا جملہ کس عیاری سے کہہ کر بچ نکلنے کی کوشش کی۔ آپ اتنا تو سمجھ گئے ہوں گے کہ بعض ایسی بھی روایات ہیں کہ جن میں یہ آیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین طلاقیں نہیں دی تھیں۔ بلکہ ایک طلاق دی تھی اب ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طلاق کے متعلق کون سی روایات صحیح کون سی روایت ضعیف وناقابل عمل ہے واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اہلیہ کو واقعی بحالت حیض صرف ایک ہی طلاق دی تھی اور چونکہ حیض کی حالت میں دینا اچھا کام نہیں تھا اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس طرح طلاق دینے کا حکم نہیں فرمایا طلاق دینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ تو طہر تک انتظار کر۔ الخ آنے والی حدیثیں اور روایات اس بات کو روز روشن کی طرح ثابت کریں گی (دیکھو مسلم شریف جلد اول صفحہ: ٤٧٦ مطبوعہ انصاری فی باب تحریم طلاق الحائض عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ طَلَّقَ اِمْرَاَۃً لَہٗ وَھِیَ حَائِضٌ تَطْلِیْقَۃً وَاحِدَۃً فَاَمَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَنْ یُّرَاجِعَھَا ثُمَّ یُمْسِکَھَا حَتّٰی تَطْھُرَ (الحدیث)

یعنی حضرت نافع حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہا آپ نے اپنی اہلیہ کو بحالت حیض صرف ایک ہی طلاق دی تھی۔ پس حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رجوع کرنے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ اس

کو طہر تک روکے رکھے۔ مسلم شریف کی دوسری حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتوے موجود ہیں کہ جب ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیض کی حالت میں طلاق دینے کے متعلق مسئلہ دریافت کیا جاتا تھا۔ تو آپ فرماتے تھے کہ تو نے اگر ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو خود مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے رجوع کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ دوسرے حیض تک اس کو مہلت دو پھر مساس یعنی (وطی) سے پہلے طلاق دو۔ اور اگر تو نے تین طلاقیں دی ہیں تو تو نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی ہے۔ جس بارہ میں کہ اپنی عورت کو طلاق دینے کے متعلق تجھے حکم فرمایا ہے اور اس حالت میں تیری عورت تجھ سے جدا ہوگئی (ملاحظہ ہو۔ حدیث شریف عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ طَلَّقَ اِمْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ يُطَلِّقَهَا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يُّطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ قَالَ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ اِمْرَأَتَهٗ وَ هِيَ حَائِضٌ يَقُوْلُ اِمَّا اَنْتَ طَلَّقْتَهَا وَاحِدَةً اَوِاثْنَتَيْنِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ اَنْ يُّرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَحِيْضَ حَيْضَةً اُخْرٰى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ يُطَلِّقَهَا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا وَاَمَّا اَنْتَ ثَلَاثًا طَلَّقْتَهَا فَقَدْ عَصَيْتَ رَبَّكَ فِيْمَا اَمَرَكَ بِهٖ مِنْ طَلَاقِ اِمْرَأَتِكَ وَبَانَتْ مِنْكَ ○

اب اس حدیث میں حضرت ابن عمر نے کس طرح واضح اور مفصل اپنا واقعہ بیان فرمایا۔ اور سائل کو فرمایا کہ اگر تو نے ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو رجوع کرلے کیونکہ مجھے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی حالت میں رجوع کرنے کا حکم

فرمایا تھا اور اگر تو نے تین طلاقیں دی ہیں تو تیری عورت جدا ہوچکی ہے۔ اور تو اپنے پروردگار کا گنہگار ہوا اسی طرح بہت روایات صحیح اسی صفحہ پر موجود ہیں مسلم شریف کی ایک اور حدیث بھی ملاحظہ فرمائیں جس میں ابن سیرین فرماتے ہیں کہ ابن عمر کی تین طلاقوں کے متعلق مجھے ایسے لوگوں نے حدیث بیان کی کہ جن کے پاس میں بیس برس تک ٹھہرا تھا کہ انھوں نے حیض کی حالت میں تین طلاقیں دی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو رجوع کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ ابن سیرین فرماتے ہیں کہ میں نہ تو اس حدیث بیان کرنے والے کو جھوٹا وغیرہ کہتا تھا۔ اور نہ ہی اس روایت کی صحت کے متعلق مجھے علم تھا۔ حالانکہ بیس برس ان کے پاس رہا۔ اسی تردد میں تھا یہاں تک کہ میں ابو الغلاب یونس بن جبیر باہلی کو ملا اور وہ آدمی نہایت ثقہ تھے۔ انھوں نے مجھے حدیث بیان کی کہ میں نے خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنی عورت کو ایک ہی طلاق بحالت حیض دی تھی۔ پس مجھے رجوع کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ (ملاحظہ ہو حدیث شریف)

عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ مَكَثْتُ عِشْرِيْنَ سَنَةً يُحَدِّثُنِيْ مَنْ لَا اَتَّهِمُ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ اِمْرَأَتَهٗ ثَلٰثًا وَّهِيَ حَائِضٌ فَاُمِرَ اَنْ يُّرَاجِعَهَا فَجَعَلْتُ لَا اَتَّهِمُ وَلَا اَعْرِفُ الْحَدِيْثَ حَتّٰى لَقِيْتُ اَبَا غَلَّابٍ يُوْنُسَ بْنَ جُبَيْرِ الْبَاهِلِيَّ وَكَانَ ذَا ثَبْتٍ فَحَدَّثَنِيْ اَنَّهٗ سَئَلَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَحَدَّثَهٗ اَنَّهٗ طَلَّقَ اِمْرَأَتَهٗ تَطْلِيْقَةً وَهِيَ حَائِضٌ فَاُمِرَ اَنْ يُّرَاجِعَهَا اَلْحَدِيْثَ○

(مسلم شریف جلد اول صفحہ: ۴۷۷) اسی طرح اسی صفحہ پر ابن سیرین سے جو خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک ہی

طلاق موجود ہے۔ اور لفظ تطلیقۃ (یعنی ایک طلاق) مرقوم ہے اور بھی متعدد روایات اسی مسلم شریف میں موجود ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک ہی طلاق تھی۔ حضرت نافع کی حدیث جو پہلے ذکر کی گئی ہے۔ اس کے متعلق مسلم نے جَوَّدَ اللَّيْثُ فِيْ قَوْلِهٖ تَطْلِيْقَةً وَاحِدَةً فرمایا یعنی لیث جو اس حدیث میں حضرت نافع سے روایت کرتا ہے۔ انھوں نے اس حدیث کو خوب یاد رکھا اور خوب محفوظ رکھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کتنی طلاقیں تھیں۔ اس تعداد کو دوسروں نے محفوظ اور یاد نہیں رکھا اور نہ ہی حضرت لیث نے اس حدیث کو بھلایا جیسا کہ دوسروں نے بھلایا۔ اور نہ ہی لیث نے اس حدیث میں غلطی کی تا کہ تین طلاقیں کہتے جیسا کہ دوسروں نے غلطی کی اور تین کہہ دیا۔ اور مسلم کی روایت ظاہر کرتی ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک ہی طلاق تھی یہ امام نووی کی عبارت کا ترجمہ ہے۔ بعینہ عبارت ملاحظہ ہو۔

قَوْلُهٗ، قَالَ مُسْلِمُ جَوَّدَ اللَّيْثُ فِيْ قَوْلِهٖ تَطْلِيْقَةً وَاحِدَةً يَعْنِيْ اَنَّهٗ حَفِظَ وَاَتْقَنَ قَدْرَ الطَّلَاقِ الَّذِيْ لَمْ يَتْقِنْهُ غَيْرُهٗ وَلَمْ يُهْمِلْهُ كَمَا اَهْمَلَهٗ غَيْرُهٗ وَلَا غَلَطَ فِيْهِ وَجَعَلَهٗ ثَلٰثًا كَمَا غَلَطَ فِيْهِ غَيْرُهٗ وَقَدْ تَظَاهَرَتْ رِوَايَاتُ مُسْلِمٍ بِاَنَّهَا طَلْقَةٌ وَاحِدَةٌ نُوَوِي فِيْ ذَيْلِ مُسْلِمٍ (جلد اول صفحہ: ۴۷۶)

امید ہے کہ تسلی ہوگئی ہوگی کہ حضرت ابن عمر نے ایک ہی طلاق دی تھی جس پر رجوع کا حکم ہوا تھا۔ مزید تحقیق درکار ہو تو الجواهر النقی ذیل السنن الکبریٰ للبیھقی جلد: ۷ صفحہ: ۳۲۷ سے صفحہ: ۳۴۰ تک۔ اس حدیث کے متعلق اور باقی اسی قسم کی ضعیف روایات کے متعلق خود دیکھ لیں۔

دلیل غیر مقلد نمبر ۳: حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے رکانہ رجوع کرلو انھوں نے عرض کیا کہ حضرت میں نے تین طلاقیں دی ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہم جانتے ہیں تم اس سے رجوع کرلو۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۹۸ سنن الکبریٰ) اس روایت سے ثابت ہوا کہ تین طلاقوں کے بعد بھی رجوع کی گنجائش باقی رہتی ہے۔

جواب:۔ غیر مقلدین کے مؤقف کی تائید میں یہ حدیث بھی کسی طرح مفید وکارگر نہیں۔ اسلیے کہ اسکے بعض راوی صفت جہالت اور ضعف کے ساتھ متصف ہیں اور بعض منکر الحدیث ولیس بشئی اور متروک کہے گئے ہیں۔ البتہ رکانہ کی صحیح روایت میں تین طلاق کے بجائے لفظ بتۃ موجود ہے۔

چنانچہ غیر مقلدین کے سرخیل علامہ شوکانی لکھتے ہیں کہ ”حضرت رکانہ کے واقعہ میں زیادہ ثابت اور صحیح روایت یہ ہے کہ انھوں نے طلاق بتہ دی تھی نہ کہ تین۔

نیل الاوطار ج: ۶ ص: ۲۴۶

شارح مسلم امام نووی علیہ الرحمہ تین طلاق والی حدیث رکانہ کو ضعیف فرماتے ہوئے لفظ بتۃ کو طلاق ثلثہ پر محمول کرنے کو کم فہمی و غلطی قرار دیتے ہیں۔
(مسلم شریف ج: ۱ ص: ۴۷۸)

نیز یہ بات بھی لائق توجہ ہے کہ حضرت رکانہ کے پوتا سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے دادا نے دادی صاحبہ کو طلاق بتہ دی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع کا حکم فرمایا اور یہ بھی واضح حقیقت ہے کہ اہل خانہ غیروں کی نسبت اپنے گھریلو حالات بہتر جانتے ہیں۔

تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں سنن کبریٰ وابوداؤد

تحفۂ وہابیہ: وہابی مذہب کی مستند تاریخی کتاب ہے۔ جو پہلے نجدی سعودی حکمران ملک عبدالعزیز کے حکم سے مولوی اسماعیل غزنوی وہابی نے آفتاب برقی پریس امرتسر سے شائع کی تھی۔ اس کتاب کے ص ۲۷ پر وہابیہ کے شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بیٹے امام عبداللہ بن ابن عبدالوہاب کا یہ فتویٰ درج ہے۔ کہ چند مسائل میں ہماری ان (ابن تیمیہ اور ابن قیم) سے مخالفت سبکو معلوم ہے۔ مثلاً طلاق ثلاثہ مجلس واحد میں بلفظ واحد ہم تین کہتے ہیں۔ جس طرح ائمہ اربعہ فرماتے ہیں۔

قرآن مجید مترجم، سادہ اور ہر قسم کی دینی، درسی، ادبی، تاریخی کتابیں، قاعدے، سیپارے اور مدارسِ عربیہ کے طلباء وطالبات کے نصابِ تعلیم میں شامل تمام کُتب خریدنے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں۔

مکتبہ قادریہ نزد میلادِ مُصطفےٰ چوک سرکلر روڈ گوجرانوالہ

فتویٰ .... بابت طلاق ثلاثہ

(از: علامہ ابوالخطاب مفتی محمد رضاء المصطفےٰ ظریف القادری صاحب)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً ط

عورت کو تین طلاقیں الگ الگ الفاظ کے ساتھ دی جائیں یا ایک ہی لفظ کے ساتھ شریعتِ مطہرہ کے مطابق تینوں ہی واقع ہو جاتی ہیں اور مطلقہ ثلاثہ مغلظہ قرار پاتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاکٌ م بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ م بِاِحْسَانٍ ط طلاق (جس کے بعد رجعت ہو سکے) دو دفعہ ہے پھر روکنا ہے بھلائی کے ساتھ یا چھوڑنا ہے نیکی کے ساتھ۔ آگے دوسری جگہ ہے۔ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ م بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ط پھر اگر اُسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اُسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے ساتھ اس کے سوا نکاح نہ کرے۔ یعنی بیک وقت ایک ہی لفظ سے تین طلاقیں دے یا الگ الگ الفاظ کے ساتھ ایک مجلس میں دے یا متعدد مجالس میں بہرحال تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور یہ عورت حلالہ شرعیہ کے علاوہ اس مرد کو حلال نہ ہوگی۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے (نمبر ۱) عامر الشعبی نے حضرت فاطمہ بنت قیس سے ان کی طلاق کے بارے سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے شوہر نے یمن جاتے وقت تین طلاقیں

یک دم دیدیں تو ان تینوں کو رسول اللہ ﷺ نے جائز رکھا۔ (سنن ابن ماجہ ص:۱۴۷)

(نمبر۲): سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دے ہر طہر میں ایک ایک کرکے یا ہر ماہ کے شروع میں ایک ایک یا اکٹھی تین طلاق دیدے اس کی بیوی حلال نہیں ہوگی جب تک کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔ (دار قطنی ص:۳۱، ج:۱)

(نمبر۳): حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے (ایک شخص کو) فرمایا کہ اگر تو اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیتا تو وہ تجھ پر حرام ہو جاتی یہاں تک کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح کرتی۔ (صحیح مسلم ص:۴۷۶، ج:۱)

(نمبر۴) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا، کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاق دی ہیں آپ نے فرمایا وہ اپنے رب کا گنہگار ہے اس کی عورت اُس پر حرام ہو گئی،،۔

(بیہقی شریف ص۳۳۲ ج۷)

طلاق کا معاملہ اتنا نازک ہے کہ اگر مرد نے دیتے وقت طلاق کی نیت نہ بھی کی یا عورت نے طلاق نامہ واپس کر دیا طلاق ہو گئی۔ یونہی مرد نے اگر کھیل و مذاق میں طلاق دی تو بھی حدیث پاک کے مطابق واقع ہو جائیگی۔ (بیہقی ص:۳۴۱، ج:۷)

اگر حالتِ حمل میں طلاق دی گئی تو وہ بھی واقع ہو جائیگی چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

ترجمہ: اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں،،۔ (سورۃ الطلاق ۴)

حدیث شریف کے مطابق بھی ایسی حالت میں طلاق پڑ جاتی ہے ملاحظہ ہو مسلم شریف، فقہ حنفی کی مستند کتاب ہدایہ ص۳۵۶: ج۲ پر ہے وطلاق الحامل یجوز۔ یعنی حاملہ کو

طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جائیگی۔

اسی طرح حالتِ حیض میں دی گئی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ ,,میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کی بیوی کی طلاق کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا میں نے اس کو حالت حیض میں طلاق دے دی تھی پھر میں نے اس واقعہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تذکرہ کیا انہوں نے اس کا نبی ﷺ سے ذکر کیا آپ نے فرمایا اس سے کہو کہ اس طلاق سے رجوع کرے اور جب وہ (حیض سے) پاک ہو جائے تو اس کو ایام طہر میں طلاق دے حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے اس طلاق سے رجوع کر لیا پھر اسکو طہر میں طلاق دے دی میں نے پوچھا آپ نے اس کو حالت حیض میں جو طلاق دی تھی کیا اس کو شمار کر لیا تھا انہوں نے کہا میں اس طلاق کو کیوں نہ شمار کرتا کیا میں عاجز اور احمق تھا۔

(مسلم شریف ص ۴۷۷: ج۱)

غصب کی حالت میں دی گئی طلاق کے بارے اعلیٰحضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ غصب اگر واقعی اس درجہ شدت پر ہو کہ حدِ جنون تک پہنچا دے تو طلاق نہ ہوگی اور یہ کہ غصب اس شدت پر تھا یا تو گواہانِ عادل سے ثابت ہو یا وہ اس کا دعویٰ کرے اور اس کی عادت معہود و معروف ہو تو قسم کے ساتھ اس کا قول مان لیں گے ورنہ خالی دعویٰ معتبر نہیں یوں تو ہر شخص اس کا ادعا کرے اور غصہ کی طلاق واقع ہی نہ ہو حالانکہ غالباً طلاق نہیں ہوتی مگر بحالتِ غصب۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۳۷۸: ج۲)

بیک وقت تین طلاقوں کے منعقد ہو جانے کے بارے امام نووی شارح مسلم لکھتے ہیں امام شافعی امام مالک امام احمد امام ابوحنیفہ اور قدیم و جدید جمہور علماء کے نزدیک تینوں طلاقیں

قع ہو جاتی ہیں۔ شرح مسلم ص: ۴۷۸: ج ۱)

و بندی مکتب فکر کے نامور عالم رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی کے نزدیک بھی طلاق
ثہ جلسہ واحدہ میں دفعۃً واحدۃً واقع ہو جاتی ہیں۔

(فتاوی رشیدیہ ص ۷۵: ج ۲) (امداد الفتاوی ص: ۷۳ ج ۲)

بابی مولوی کی تحقیق: غیر مقلد مولوی شرف الدین نے لکھا ہے کہ اصل بات یہ ہے
صحابہ وتابعین سے لے کر سات سو سال تک سلف صالحین، صحابہ وتابعین ومحدثین سے
ین طلاق کا ایک مجلس میں واحد شمار ہونا ثابت نہیں

عوں کی علامت: غیر مقلدین کے سرخیل نواب حسن خان نے لکھا ہے کہ
ب ابن تیمیہ نے تین طلاق کے ایک مجلس میں ایک طلاق ہونے کا فتوی دیا تو
ت شور ہوا ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم پر مصائب برپا ہوئے ان کو اونٹ پر
ر کر کے دڑے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی قید کئے گئے اس لئے کہ اس وقت
ئلہ علامتِ روافض (شیعوں) کی تھی۔ (فتاوی ثنائیہ ص ۲۱۹: ج ۲)

ل کریم ﷺ کی ناراضگی: شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ نے فرمایا
یں عالم رویا، میں رسولِ اکرم شفیع اعظم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ عرض
یارسول اللہ ﷺ ایک شخص اپنی بیوی کو کہتا ہے کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو کیا تین
ں ہی واقع ہونگی یا ایک رجعی ہوگی؟ فرمایا خاوند کے کہنے کے مطابق تین واقع
میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ پوچھنا چاہتا ہوں فرمایا
واقع ہونگی اور وہ عورت اُس پر حرام ہوگی حتی کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے

اس پر ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے بحث شروع کر دی اور وہ ابلیس تھا میں نے
دیکھا کہ حضور سید دو عالم ﷺ کا چہرہ انور سرخ ہو گیا اور بلند آواز سے جھڑک کر فرمایا
کیا تم ہوشیاری کرنا چاہتے ہو۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا فرمایا۔ یہ تین
طلاقیں ہیں یہ تین طلاقیں ہیں۔

(سعادۃ الدارین ص: ۴۷۷)

واللہ ورسولہ اعلم

علامہ مفتی محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری صاحب کی محققانہ تصانیف

- نور الایمان (لفظی ترجمہ قرآن)
- سُنّی تقویۃ الایمان
- شمع اعتکاف
- سُنّی تقویۃ الایمان (انگریزی ایڈیشن)
- سبز عمامہ پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
- فتاویٰ قادریہ
- دُعا (دعا کا حکم وفضائل وغیرہ موضوعات پر مشتمل تحقیقی کتاب)

ناشر: مکتبہ قادریہ نزد میلادِ مصطفیٰ چوک سرکلر روڈ گوجرانوالہ

اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی ۸۶ھ / ۹۲ کے با محاورہ ترجمۂ قرآن

کنز الایمان

کے ساتھ سلیس اردو میں عام فہم لفظی ترجمہ

المسمّٰی بہ

نور الایمان

علامہ مفتی محمد رضا المصطفیٰ ظریف القادری

ہدیہ فی پارہ ۱۵/ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ قادریہ
میلادِ مصطفےٰ چوک۔ سرکلر روڈ۔ گوجرانوالہ فون: 237699